ماہنامہ انوارِ مدینہ

جلد : ۲۲	شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ / جون ۲۰۱۴ء	شمارہ : ٦

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مُدیر اعلیٰ	نائب مُدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ 25 روپے......سالانہ 300 روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ 50 ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ 13 امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ 13 ڈالر

امریکہ .... سالانہ 16 ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کی ویب سائٹ اور ای میل ایڈریس

www.jamiamadniajadeed.org

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ 2-7914-100-020-0954

مسلم کمرشل بنک کریم پارک برانچ راوی روڈ لاہور (آن لائن)

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید (فیکس) : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۴
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۹
اِسلام کیا ہے ؟	حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی ؒ	۱۸
پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصے	حضرت مولانا شیخ مصطفٰی صاحب وہبہ	۲۱
تعلیم النساء	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانوی ؒ	۲۷
سیرت خلفائے راشدین ؓ	حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی ؒ	۲۹
''علم'' مقدم ہے ''عمل'' پر	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۳۳
فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدِّ باب کیا ہے	حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب	۴۶
اِسلامی معاشرت	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۰
فضائلِ سورۂ اِخلاص	الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونی ؒ	۵۲
شبِ براءت میں کیا کرنا چاہیے اور	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۵
رمضان کی آمد پر آنحضرت ﷺ کا خطبہ اِستقبالیہ		۵۷
حاصلِ مطالعہ	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۹
اَخبار الجامعہ	مولانا اِنعام اللہ صاحب	۶۱

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُالاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

۳؍اور۴؍مئی کی درمیانی شب کی بات ہے کہ ساڑھے گیارہ اور بارہ بجے کے درمیان چار سو سے زیادہ پولیس نفری نے سکیورٹی اِداروں کے اَفسران کی قیادت میں بلا وجہ جامعہ مدنیہ جدید کا مکمل محاصرہ کر کے چھاپہ مار کارروائی کا آغاز کیا، اپنی اِس کارروائی سے قبل تعلیمی اِداروں کی چاردیواری کے تقدس اور تحفظ سے متعلق اِدارہ کی اِنتظامیہ سے پیشگی اِجازت اور اِطلاع جیسے تمام قوانین کونظر اَنداز کیا گیا۔

راقم الحروف اِس موقع پر لاہور سے بہت دُور تین روزہ سفر پر تھا اِس لیے اَگلے روز علی الصبح اِس واقعہ کی اِطلاع بذریعہ فون ہوئی، جامعہ کے ناظمِ تعلیمات اور اُستاذ الحدیث مولانا خالد محمود صاحب نے واقعات کا اِجمالی حال بیان کیا، موقع پر موجود اَساتذہ کی جچی تلی مدلّل گفتگو سے دو ڈی ایس پی صاحبان اور اُن کے رُفقاء لاجواب بھی ہوئے اور پشیمان بھی۔

وسطانی درجات کے دو اَساتذہ مولانا اِسحاق صاحب اور مولانا مشرف صاحب جو فاضلِ جامعہ بھی ہیں اور اوّل الذکر ''ماسٹر'' کی ڈگری یافتہ اور جامعہ کے میڈیا سیل کے نگران بھی ہیں، ہر دو اَساتذہ کی اُردو اَنگریزی پر مشتمل گفتگو سے بھی بحمد اللہ اَفسران نے نہ صرف اپنی غلطی کو تسلیم کیا بلکہ ہاتھ جوڑ کر

معذرت کے ساتھ تعاون کے طلبگار بھی ہوئے ۔اُن کے اِس اَخلاقی روّیے کی قدر دانی کرتے ہوئے حسبِ سابق اَساتذہ نے اُن سے تعاون کیا اور یہ شرط رکھی کہ آپ چاروں طرف پھیلی ہوئی اپنی تمام نفری کو طلب کر کے جامعہ کے پھاٹک سے باہر کریں اور صرف آپ دو اَفسران ہمارے ساتھ مسجد کے اَندر چلیں ہم آپ کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں آپ ہمارے مہمان ہیں، اِس پر اَفسران نے اپنا اَسلحہ بھی اُتار کر اہلکار کے حوالہ کر دیا اور اَساتذہ کی معیت میں چل پڑے۔

جامعہ کے اَساتذہ کرام اور سرکاری اَفسران کے باہمی مکالمہ کا مختصر خاکہ اَساتذہ ہی کی زبانی ملاحظہ فرمائیں :

۳/اور ۴/مئی کی درمیانی شب جامعہ مدنیہ جدید میں پولیس اور سکیورٹی اِداروں کی طرف سے رات کی تاریکی میں اَچانک چھاپہ مارا گیا اِس کارروائی میں پولیس کی درجنوں گاڑیوں سمیت اَعلیٰ اَفسران نے حصہ لیا جامعہ کی اِنتظامیہ اور پولیس اَفسران کے درمیان ہونے والی گفتگو درج ذیل ہے :

اَساتذہ : ہم آپ سے پوچھ سکتے ہیں کہ آپ حضرات یہاں کیسے تشریف لائے ؟

پولیس اَفسران : او جناب ہم یہاں جنرل چیکنگ کے لیے آئے ہیں۔

اَساتذہ : محترم ڈی ایس پی صاحبان ! یقینًا آپ کے علم میں ہوگا کہ اِدارہ ہذا کی طرف سے آج تک سرکاری اِداروں کے ساتھ حتی المقدور تعاون کیا گیا ہے پولیس یا دیگر سکیورٹی اِداروں کی طرف سے جب بھی کسی تعاون یا ریکارڈ کا مطالبہ کیا گیا تو اِدارہ نے کبھی پس و پیش سے کام نہیں لیا لیکن اِس سب کا صلہ ہمیں یوں دیا جاتا ہے کہ اِدارہ کے طلباء کے گھروں میں جا کر باقاعدہ طور سے اُن کے والدین کو اَیجنسیز کی طرف سے منع کیا جاتا ہے کہ اپنے بچوں کو اِس جامعہ میں ہرگز مت بھیجیں اور آج ایک اور اِنعام ہمیں آپ لوگوں کی طرف سے یوں دیا گیا ہے کہ چھوٹی موٹی جنرل چیکنگ کے نام پر آپ نے پولیس کی درجنوں گاڑیوں، ٹارچ لائٹوں

اور میڈیا کے ویڈیو کیمروں سمیت ہم پر دَھاوا بول دیا ہے، چادر اور چار دیواری کے تقدس سمیت آپ نے ایک تعلیمی اِدارے کی حرمت کو بھی پامال کیا ہے۔

پولیس : جی وہ ہم لوگ چیکنگ کے لیے پنجاب یونیورسٹی بھی گئے ہیں۔

اَساتذہ : جی بالکل ! اور یونیورسٹی میں ہاسٹلز میں طلباء کی طرف سے پتھراؤ اور سرکاری گاڑیوں کی توڑ پھوڑ کی صورت میں آپ حضرات کا جو اِستقبال کیا گیا تھا وہ ہم کل کے اَخبارات میں پڑھ چکے ہیں لیکن اِس کے برعکس ہمارے اِدارہ میں کسی نے آپ لوگوں کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

پولیس : ہماری خفیہ اَیجنسیوں کی اِطلاع کے مطابق آپ کے جامعہ میں مسجد کے نیچے ''تہہ خانے اور بینکرز'' بنے ہوئے ہیں نیز یہاں ''سلنڈروں میں بارُود'' لایا جاتا ہے۔

اَساتذہ : خفیہ تہہ خانوں اور بینکرز کی حقیقت تو خیر مسجد دیکھنے سے بھی واضح ہوجائے گی اَلبتہ آپ کی ایجنسیز کے باکمال لوگوں کی لاجواب کارگردگی کا عالم یہ ہے کہ ہم نے خود رپورٹس میں دیکھا کہ ہمارے اِدارہ کا سربراہ مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب کو ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ شاید زندگی بھر اُن کے کبھی قدم بھی یہاں نہیں لگے، اور اِس جہانِ فانی سے کئی سال قبل کوچ کر جانے والوں کو بھی یہ باخبر لوگ یہاں تلاش کرتے دِکھلائی دیتے ہیں۔

جہاں تک بات ہے سلنڈروں کی تو عرض ہے کہ ہم اَساتذہ سمیت جامعہ کی تمام اِنتظامیہ نماز وغیرہ کے لیے مسجد میں آتے جاتے رہتے ہیں بلکہ ہمارے ہاں تو اَسباق بھی مسجد ہی میں پڑھائے جاتے ہیں، تو جناب ہمارے خیال میں کوئی بھی سمجھدار اِنسان ہرگز یہ خطرہ مول نہیں لے گا کہ اُس کے قریب ایسی خطرناک چیزیں موجود ہوں جو سب سے پہلے خود اُس کی اپنی جان کے لیے نقصان دہ ہوں جبکہ آپ تو یہاں سے چالیس پچاس کلومیٹر دُور رہتے ہیں یہ چیزیں آپ سے پہلے

ہمارے لیے تباہی کا باعث ہوں گی۔

پولیس : چلیے آپ ہمارے اَفسران (ڈی ایس پی صاحبان) کو جامعہ کا معائنہ کروا دیجئے ہم خود دیکھ کر تسلی کرنا چاہتے ہیں۔

اَساتذہ : جی بہتر تشریف لائیے (اَفسران ساتھ چلتے ہوئے مسجد میں آجاتے ہیں) محترم اَفسران آپ دیکھ سکتے ہیں اِس مسجد میں ''تہہ خانہ اور بنکرز'' تو دُور کی بات ہے، کوئی ایسی پوشیدہ جگہ بھی نہیں جہاں آدمی اپنے کپڑے بھی تبدیل کر سکے۔

پولیس : جی واقعی ! آپ درست کہہ رہے ہیں ہم تو حیران ہیں کہ ہمیں کیا اِطلاعات دی گئیں تھیں اور ہم یہاں اُس کے بالکل برعکس دیکھ رہے ہیں۔

اَساتذہ : مسجد کا یہ ہال، برآمدہ اور صحن ہی ہمارا سب کچھ ہے، طلباء اِس میں رہائش رکھتے ہیں، اَسباق کے اَوقات میں یہیں کلاسیں لگتی ہیں، یہیں تمام نمازیں اَدا کی جاتی ہیں، تمام بیانات تقاریر وغیرہ بھی اِسی مسجد میں ہی کی جاتی ہیں۔

پولیس : شاید یہ لاہور شہر کی اَکلوتی مسجد ہے جس کا کوئی دروازہ نہیں، نہ نیچے قالین ہے نہ دیواریں پلستر ہیں اور نہ ہی نیچے کا پکا فرش ہے حالانکہ یہ کافی بڑی مسجد ہے۔

اَساتذہ : آیئے تشریف لائیے ! آپ کو باقی اِدارہ بھی دِکھلائے دیتے ہیں، یہ ایک کمرہ پر مشتمل ہماری ڈسپنسری ہے جو یقینًا سینکڑوں طلباء کی ضروریات کے لیے ناکافی ہے، وسائل نہ ہونے کی وجہ سے یہاں کوئی باقاعدہ ڈاکٹر دستیاب نہیں ہے۔

پولیس : (جامعہ کا وِزٹ پورا کرنے کے بعد اَفسران نے کہا) آپ یقین کریں اِس جامعہ کو دیکھنے کے بعد تو ہم صرف دُعا ہی کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اِس اِدارے کو وسائل عطا فرمائے ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ یہاں ایسا معاملہ ہوگا۔

اَساتذہ : شکریہ ! ہمارا مقصد آپ کے آگے ہاتھ پھیلانا نہیں تھا، اَلحمد للہ ہمارے اِدارے کے بڑے حضرات معززین اور خود دار لوگ ہیں وہ کبھی کسی کے

آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے ہم اپنی اِس رُوکھی سوکھی میں خوش ہیں بلکہ فخر کرتے ہیں اَلبتہ آپ کو بتلانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ حضرات جو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید اِن مدرسوں کی کوئی خفیہ فنڈنگ ہوتی ہے اَندرون یا بیرون ممالک سے تو ایسا کچھ نہیں، یہ صرف این جی اَوز اور مغربی طاقتوں کا پروپیگنڈہ ہے تاکہ مدارس میں جو تھوڑا بہت دین کا کام ہورہا ہے وہ بھی بند ہوجائے (اَلبتہ این جی اَوز کو اَندرون و بیرونِ ملک سے ہونے والی خفیہ فنڈنگ کسی پر مخفی نہیں ہے یہ اِقدامات اُن کے خلاف ہونے چاہییں جامعات کے خلاف نہیں)۔

پولیس : ہم آپ سے معذرت کرتے ہیں کہ آپ حضرات کی عزت وخودمختاری کے برخلاف ہم یہاں اِس طرح آئے اور آپ حضرات نے ہمارے ساتھ نہایت اچھا روّیہ اور تعاون کا معاملہ کیا اور ہمیں پورے اِدارے کا معائنہ کروایا۔

اَساتذہ : شکریہ ! ہم بھی آپ سے یہ اُمید رکھتے ہیں کہ کم اَزکم اَب تو جامعہ کے بارے میں آپ حضرات کی پوری تسلی ہوجانی چاہیے۔ ہمیں اُمید کرنی چاہیے کہ آئندہ آپ لوگوں کی طرف سے ایسے نامناسب اِقدامات دوبارہ نہ ہوں گے، اِنشاءاللہ۔

اِن تفصیلات کے بعد قارئین خود ہی پس منظر و پیش منظر کو دیکھتے ہوئے بہتر نتائج تک پہنچ سکتے ہیں اِس لیے ہم اپنی طرف سے مزید کسی تبصرہ کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

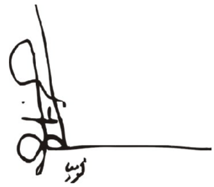

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرت اَقدس پیرو مرشد مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''اَنوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اَللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس ؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

معاشرہ کو ''سلجھانا'' اُس کو ''متمول'' کرنے سے زیادہ اہم ہے
آپ ﷺ نے ''فکری اِصلاح'' کو ترجیح دی
اُس دور میں برائیوں کا رواج تھا سزائیں نہ تھیں
اِیمان کامل ہو تو اِنسان گناہوں سے بچ سکتا ہے

(کیسٹ نمبر 78 سائیڈ B 1987 - 11 - 15)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

جنابِ رسول اللہ ﷺ نے بیعت کے جو کلمات رکھے ہیں وہ قرآنِ پاک میں بھی اُترے اور اُس میں ہے ﴿اِذَا جَآءَ کَ الْمُؤْمِنَاتُ یُبَایِعْنَکَ﴾ جب مومن عورتیں آئیں بیعت کرنے کے لیے تو اُنہیں بیعت کرلیں لیکن اِس طرح ﴿عَلٰی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا﴾ اللہ کے ساتھ شریک نہیں کریں گی ﴿وَلَا یَسْرِقْنَ﴾ چوری نہیں کریں گی، زِنا نہیں کریں گی، بہتان نہیں باندھیں گی اور اچھے کام میں تعمیل کریں گی تو پھر بیعت کرلیں، یہ کلمات قرآنِ پاک کی سُورۂ مُمْتَحَنَہ میں آئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے کہ جب کوئی بدکار بدکاری کرتا ہے تو اُس وقت وہ اِیمان کی حالت پر نہیں رہتا لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ وَھُوَ مُؤْمِنٌ

جس وقت چوری کر رہا ہے عین اُس وقت وہ اِیمان کی حالت میں نہیں ہے وَلَا یَشْرَبُ الْخَمْرَ حِیْنَ یَشْرَبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ جس وقت شراب پیتا ہو اُس وقت وہ اِیمان کی حالت میں نہیں ہے۔

اِن لوگوں میں اِن تمام چیزوں کا رواج تھا، سزا نہیں تھی کسی نے چوری کر لی، سزا کوئی نہیں ہے اُس کے لیے، حد کوئی نہیں ہے اور بدکاری کی مختلف شکلیں تھیں اور اُس میں کوئی حد نہیں تھی مقرر، سزا مقرر نہیں تھی، شراب عام چیز تھی کوئی بات تھی ہی نہیں خرابی کی اِس میں، بہت کم ایسے ہیں کہ جنہوں نے شراب خود سے نہیں پی، تاریخ میں اُن کے اَسمائے گرامی آتے ہیں وہاں ذکر ملتا ہے کہ اُنہوں نے یہ دیکھا کہ شراب پینے کے بعد عقل کام نہیں کرتی اور آدمی ایسی باتیں کرتا ہے کہ جس پہ لوگ ہنستے ہیں تو یہ دیکھ کر کہ یہ ایسی چیز ہے کہ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لوگ ہنستے ہیں تو اُنہوں نے اَز خود ہی شراب کو اپنی طبیعت سے ناپسند کیا ورنہ منع نہیں تھا، اِبتدائے اِسلام میں بھی منع نہیں تھا۔

معاشرہ کو ''سلجھانا'' اُس کو ''متمول'' کرنے سے زیادہ اہم ہے :

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی فرماتی ہیں کہ پہلے تو اِیمان کی طرف آپ نے دعوت دی جب اِیمان مضبوط ہوگیا تو پھر رسول اللہ ﷺ نے اَمْرْ اور نَہی فرمایا کہ یہ کام کرو یہ نہ کرو اور اِس کی یہ سزا ہوگی پھر حکومت ایک طرح قائم فرمائی اور اَحکامِ اِلٰہیہ تدریجًا نازل ہوئے، آزاد معاشرہ کی پیداوار تھی جتنی جتنی برداشت ہوتی گئی اُتنے اُتنے اَحکام اُترتے چلے گئے، چوری کے بارے میں پہلے تو نہیں اُترا تھا حکم کہ ہاتھ کاٹ دو ہاں جب معاشرہ ''سمجھ'' گیا، یہ نہیں کہ ''متمول'' ہوگیا معاشرہ، بلکہ سمجھ گیا سُلجھ گیا ذہنی طور پر، ویسے غریب ہی تھے اور بہت غریب تھے کثرت سے۔ ایک صحابی نے تو نماز پڑھ کے دِکھائی قصدًا ایک کپڑے میں، ایک چادر (تہبند کے طور پر) باندھ رکھی تھی، ایک اَوڑھنے کی تھی جو اَوڑھنے کی تھی وہ پاس ہی ایک لکڑی کھڑی تھی اُس پر لٹکی ہوئی تھی تو اُن سے کسی نے پوچھا کہ جناب نے ایسے کیوں کیا ؟ اُنہوں نے کہا اِس لیے کہ تم جیسا کوئی آدمی مجھے دیکھے گا، دیکھے گا تو پوچھے گا، پوچھے گا تو بتاؤں گا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں دو کپڑے کس کے پاس ہوا کرتے تھے۔

''غریب'' مانتا ہے ''متمول'' اَکڑتا ہے :

اَب یہ کہتے ہیں لوگ آج کل کے دَور میں کہ پہلے معاشرہ درست ہو متمول ہو ہر ایک کو کھانے کو میسر ہو فراخ روزی حاصل ہو پھر یہ سزائیں نافذ کی جائیں اَب دو کپڑے بھی میسر نہ ہوں اور چوری پر ہاتھ کاٹ دیا جائے ! حالانکہ بات یہ ہے کہ آدمی غربت میں تو مان بھی لیتا ہے اگر غربت نہ رہے تو سنتا بھی نہیں کسی کی، پریشان حال ہو کوئی بات کہی جائے تو سمجھ میں آجاتی ہے اور جو اَمیر ہو دولت مند ہو وہ تو سمجھتا ہے کہ دولت مند بھی میں ہی ہوں عقلمند بھی میں ہی ہوں تو دُوسروں کی بات تو خاطر میں ہی نہیں لاتا۔

نبی علیہ السلام نے عوام کی ''فکری اِصلاح'' فرمائی :

تو معاشرہ کی درستگی اُس دَور میں کیسے ہوئی تھی ؟ وہ فکری لحاظ سے ہوئی تھی کہ اِن کا ذہن صحیح طرح سوچنے لگے حق کو حق، باطل کو باطل اور دُنیا کی بہ نسبت آخرت پر نظر یہ رہنے لگے تو پھر اَحکامِ اِلٰہیہ اُترنے شروع ہو گئے مدینہ منورہ میں، سزائیں وغیرہ حدود یہ سب اُتریں۔

شروع میں شراب حرام نہ تھی، غزوۂ اُحد میں ہدایات کی خلاف ورزی کی وجہ :

مدینہ منورہ جب تشریف آوری ہوئی ہے تو اُس وقت تک شراب منع نہیں تھی اور شراب پیئے ہوئے تھے صحابہ کرام، اُحد کے میدان میں شہید جو ہوئے ہیں اُن میں بہت سے ایسے تھے کہ صحابہ کہتے ہیں کہ شراب تو اُن کے پیٹ میں ہوگی اُس وقت جو اِبتداء میں شہید ہو گئے، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی اُن میں شہید ہوئے ہیں اور بدر کے بعد اُن کا شراب اور نشہ اِس کا ذکر باقاعدہ آتا ہے حدیث کی کتابوں میں، یہ (غزوۂ اُحد کا قصہ) بھی حدیث کی کتابوں میں آتا ہے اور وہ جو بھول گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے اِرشاد کو وہ تیس صحابہ کرام کا یا پچاس کا جو ایک دستہ مقرر کیا تھا کہ اِدھر سے نہ ہٹنا چاہے ہمیں کامیابی ہو اور چاہے ہمیں شکست ہو اور چاہے ہماری بوٹیاں جانور نوچ لیں تمہیں یہاں سے نہیں ہٹنا، اُن لوگوں کے ذہن میں یہ بات نہیں رہی اور دماغ میں یہی آیا اور چل پڑے کیونکہ لڑائی

تھوڑی سی دیر ہوئی اور شکست ہوگئی کفار کو وہ بھاگے، یہ سمجھے کامیاب ہوگئے اور اُتر آئے، یہ اُن کا اُترنا یہ سمجھ میں آتا ہی نہیں سوائے اِس کے کہ آسان سی تاویل یہ ہے کہ وہ بھی شراب پیئے ہوئے تھے چونکہ (شراب کے بارے میں) صحابہ کرام کا سوال یہ موجود ہے اور اُس میں یہ بھی موجود ہے کہ ہم میں سے بہت سے صحابہ شہید ہوئے اور شراب اُن کے پیٹ میں تھی وَھِیَ فِیْ بِطُوْنِھِمْ [۱]۔

ہدایت کی خلاف ورزی مالِ غنیمت کے لالچ میں نہ تھی بلکہ...... :

تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ شراب کے نشہ میں ایسی چیز ہوگئی ہوگی ورنہ وہ تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کے خلاف کرنے والے تھے ہی نہیں، تو جنہیں اُمیر بنایا ہے وہ منع کررہے ہیں اور پھر بھی نہیں سن رہے اور کیا دماغ میں آرہی ہے کہ مالِ غنیمت اور مالِ غنیمت کا مسئلہ اُنہیں معلوم تھا کہ مالِ غنیمت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس کے جو چیز ہاتھ میں ہوجائے وہ اُس کی ہوگئی بلکہ مالِ غنیمت کا مطلب تو یہ ہے کہ جمع کرنا ہے اَکھٹا کرنا ہے بس ورنہ کچھ بھی نہیں لے سکتے اور یہ دُوسری لڑائی تھی اِس سے پہلے بدر کی ہوچکی تھی اُن کو اَحکام معلوم ہوچکے تھے اور اِسی طرح کئی ایک چھوٹی لڑائیاں بھی ہوئیں رسول اللہ ﷺ (دستے) بھیجتے رہے تھے تو اُن کو یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ مال کا لالچ تھا مال کا لالچ تو وہاں ہو جہاں مسئلہ معلوم نہ ہو جب مسئلہ معلوم ہے کہ ہم لے ہی نہیں سکتے تو پھر یہ کہنا کہ ''چلو غنیمت'' تو یہ ہی نشہ کی بات ہوئی اور پھر پہلے سے قرآنِ پاک میں حکم بھی اُترا ہے، موجود ہے ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴾ نماز اُس وقت نہ شروع کیا کرو جس وقت نشے کی حالت میں ہو حتی کہ تمہیں یہ پتہ چلے کہ کیا کہتے ہو، جب ہوش آجائے پھر نماز پڑھ لیا کرو گویا شراب جائز رہی۔ بعد میں آقائے نامدار ﷺ نے شراب منع کردی اور پھر آتا ہے کہ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ [۲] شراب کی تجارت بھی منع کردی، ایک تو یہ ہے کہ خود پیئے، ایک ہے کہ خود نہیں پیتا تجارت کرتا ہے مگر نہیں وہ بھی درست نہیں ہے مسلمان کے لیے۔

---

[۱] بخاری شریف کتاب المظالم والغصب رقم الحدیث ۲۴۶۴

[۲] بخاری شریف کتاب الصلوۃ رقم الحدیث ۴۵۹

دِن دہاڑے ڈاکہ مارنے والا مومن نہیں :

ایک چیز یہ ہے کہ اِنسان لوٹ مار جب کرتا ہے اور بڑا رُعب داب اُس کا ہو جاتا ہے لوگ اُسے دیکھ کے نام سن کے بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اُس کے سامنے کوئی نہیں ٹھہرتا دُور سے دیکھتے رہتے ہیں نظریں اُٹھا اُٹھا کے دیکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ ایسی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں کہیں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھتے ہیں کہیں ڈر کے بھاگتے ہیں کہیں کچھ ہوتا ہے بڑا رُعب داب کسی آدمی کا پیدا ہو گیا وہ کون ہے وہ بڑا ''ڈاکو'' بن گیا تو آقائے نامدار ﷺ نے فرمایا لَا یَنْتَہِبُ نُھْبَۃً یَّرْفَعُ النَّاسُ اِلَیْہِ فِیْھَا اَبْصَارَھُمْ حِیْنَ یَنْتَہِبُھَا وَھُوَ مُؤْمِنٌ کوئی جب ایسے لوٹ مار کرتا ہے اور لوگ اُسے دیکھتے ہوتے ہیں، بے بس ہوتے ہیں ڈرتے ہوتے ہیں جب وہ یہ حرکت کرتا ہوتا ہے تو مومن نہیں۔

خیانت کرنے والا مومن نہیں :

اور اِرشاد فرمایا کہ لَا یَغُلُّ اَحَدُکُمْ حِیْنَ یَغُلُّ وَھُوَ مُؤْمِنٌ جب غلول خیانت کرتا ہے کوئی مالِ غنیمت میں خیانت ہو یا کہیں تو اِیمان پر نہیں ہوتا فَاِیَّاکُمْ اِیَّاکُمْ [1] اِس چیز سے بچو بچو ! یہ چیزیں نہ آنے پائیں تمہارے اَندر۔ یہ تمام وہ چیزیں ہیں جن کا تعلق حقوق العباد سے بھی ہے اور اَخلاقیات بھی اِس کے اَندر آتی ہیں، شراب میں مثلاً اَخلاقیات آگئیں اور چیزوں (چوری، خیانت، وغیرہ) میں بھی ہیں یہ، یہ سب چیزیں رسولِ کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے روک دیں منع فرمادیں، پہلے یہ اُن کی رواجی چیزیں تھیں، یہ اَکڑفوں، سرداری، لوٹ مار، اِدھر لوٹتے تھے اُدھر سخاوت کرتے تھے۔

اِرشادات کا مطلب ؟ :

اچھا اَب اِس حدیث شریف میں جو جملے آئے ہیں وہ بڑے سخت ہیں کہ جب وہ چوری کرتا ہے تو مومن نہیں، جس وقت شراب پی رہا ہے مومن نہیں، لوٹ رہا ہے مومن نہیں، خیانت کر رہا ہے مومن نہیں، زِنا کر رہا ہے مومن نہیں، یہ تو اِیمان سے نکال دیا۔ اَصل میں مطلب اِس کا کیا ہے ؟ اَصل میں مطلب یہ ہے جو صحابہ کرامؓ نے سمجھا اور صحابہ کرامؓ کے بعد تابعین اور علماء نے سمجھا وہ یہ مطلب ہے

---

[1] مشکوۃ کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۳

کہ اِیمان کامل نہیں رہا کمالِ اِیمانی اُس وقت موجود نہیں، اگر اِیمانِ کامل موجود ہو تو یہ بات کر ہی نہیں سکتا۔ کچھ علماء نے اِس کی تفسیر کی کہ نکل آتا ہے دِل سے اُوپر آجاتا ہے اور جب وہ اِن گناہوں میں سے گناہ کا کام کر چکتا ہے معاذ اللہ ! تو پھر وہ لوٹ کر آجاتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اگر مقصد یہ ہوتا کہ بس کافر ہو گیا تو پھر تو یہ بھی حکم فرمایا ہوتا کہ اِس کے بعد دوبارہ کلمہ پڑھے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دوبارہ کلمہ پڑھے، یہ نہیں ہے تو پھر اِس کے معنی ؟ اِس کے معنی اُن کے نزدیک یہ ہیں کہ جو یہ کام کرتا ہے وہ ایسے ہے کہ اُس کا اِیمان گویا نکل گیا۔

''خوارِج'' بہک گئے :

بعد میں کچھ سخت مزاج لوگ پیدا ہوئے، وہ ہیں ''خوارج'' اُنہوں نے اِس کا مطلب یہ لیا کہ بس اِیمان سے نکل گیا اور کافر ہو گیا اَب اُسے دوبارہ مسلمان ہونا پڑے گا کوئی جھوٹ بولتا ہے تو جھوٹا بھی کافر ہو گیا دوبارہ مسلمان ہونا پڑے گا اُنہوں نے بالکل اِیمان سے خارج کر دیا لیکن یہ فرقہ کہلاتا ہے اہلِ بدعت کیونکہ اِنہوں نے نئی چیز اِیجاد کی اَب نئی چیز اَعمال میں اِیجاد کر لے کوئی یا عقائد میں اِیجاد کر لے کوئی دونوں بدعتی کہلائیں گے تو یہ عقائد کی بدعت ہے۔

''معتزلہ'' بہک گئے :

اِن کے بعد ایک فرقہ اور آگیا وہ عقل پرست تھا وہ یہ اُصول بنا کے میدان میں آئے کہ جو چیز ہماری سمجھ میں آئے گی وہ مانیں گے، نہیں آئے گی تو اُس کے معنی اپنے آپ جو سمجھ میں آسکتے ہوں وہ بنائیں گے، ورنہ نہیں یہی فرقہ ''معتزلہ'' کہلاتا چلا آیا ہے اور اِس کے طرح طرح کے رنگ ہوتے رہے ہیں۔

اَب سر سیّد تھے وہ بھی معتزلی تھے اُن کے بعد جو اور گزرے ہیں مرزا حیرت ہوئے اور شاید اسلم جیراج پوری کہلاتے ہیں اور پرویز کہلاتے ہیں اِس طرح کے جو لوگ گزرے ہیں یا موجود ہیں [1] اُن کا اُصول یہ ہے کہ وہ حدیث جو عقل قبول کر لے وہ مان لو جو عقل قبول نہ کرے وہ نہ مانو۔

---

[1] آج کل اِنہیں ''نیچری'' کہا جاتا ہے، غامدی جیسے بھی اِن میں شامل ہیں۔ محمود میاں غفرلہٗ

مثال سے وضاحت :

سر سیّد نے کہا کہ پہاڑ کے پتھر کو لکڑی مارنی اور اُس سے پانی کا نکلنا یہ کیا بات ہوئی، یہ کیسے ! سمجھ میں نہیں آتا ! لہٰذا قرآنِ پاک کی آیت ﴿اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرْ﴾ اپنی لاٹھی پتھر پر مارو، اِس کا ترجمہ بدل ڈالا اور اُنہوں نے کہا کہ اپنی لاٹھی ٹیک کر پہاڑ پر چڑھو جب وہاں پہنچے تو وہاں بارہ چشمے تھے اور ﴿فَانْفَجَرَتْ﴾ کے معنی، اُس میں سے پھوٹ نکلے، اِس کے معنی غائب کر دیے گول مول کر دیے، کیوں ؟ عقل قبول نہیں کرتی ! عذابِ قبر، ثوابِ قبر کا اِنکار کرتے ہیں کہ نہیں ہوتا کیونکہ اگر ہوتا تو نظر آتا، نظر تو آتا نہیں، کہتے ہیں قبر میں لیٹا دو اور اَگلے دِن کھول کے دیکھو تو لیٹا ہی ہوا ہوگا بیٹھے گا تو نہیں لہٰذا عذاب اور ثواب یہ ہے ہی نہیں، اُنہوں نے اپنا یہ عقیدہ بنالیا، بدعات اور گمراہی میں پڑ گئے یہ بدعت کہلاتی ہے، یہ بدعتِ عقائد ہوئی۔

اِس میں ایسی چیز کا اگر اِنکار ہو جائے جو قرآن میں آئی ہوئی ہو تو کفر ہو جائے گا اور ایسی چیز کا اِنکار ہو جائے کہ جو شروع سے آج تک ہر مسلمان جانتا آیا ہے چاہے کہیں بھی گیا ہو مثال کے طور پر مغرب کی تین رکعت ہیں یہ کسی بھی ملک میں چلے جائیں جہاں بھی مسلمان ہیں اِنڈونیشا، ملائشیا اور آگے چلے جائیں جاپان میں کوئی مل جائے چین کی طرف تو کروڑوں ہیں وہ تین ہی پڑھیں گے، فجر کی دو ہی پڑھیں گے اَب اگر ایسی چیزوں کا کوئی اِنکار کر دے تو پھر یہ ہے کہ وہ تو اِسلام سے نکل جائے گا یہ کفر ہے، نماز کی تعداد گنتی رکعتوں کی یہ قرآنِ پاک میں کہیں نہیں ہے اور حدیثِ پاک میں بھی کم ہیں روایتیں اور عمل، عمل بہت ہے وہ چلا آرہا ہے اِتنا ہے کہ جہاں بھی جائیں گے وہاں یہی ملے گا، جو نمازی ہوگا وہ اِسی طرح پڑھے گا تو ایسی چیز کا اِنکار کر دے ایک چیز کا بھی تو کفر ہو جاتا ہے اِسلام ختم ہو جاتا ہے۔

تو تمام ضروریات یعنی جو چیزیں اِسلام نے اِس طریقے پر ثابت کی ہیں اور ہمارے پاس تک ثابت چلی آرہی ہیں وہ ''ضروریاتِ دین'' کہلاتی ہیں، ضروریاتِ دین کا اِنکار نہیں کیا جا سکتا جیسے قرآنِ پاک کی آیت کا اِنکار نہیں کیا جا سکتا۔ تو اِن لوگوں نے عذابِ قبر کا اِنکار کر دیا، پل صراط کا اِنکار

کر دیا اور اَعمال کے وزن کرنے کا اِنکار کر دیا کہ یہ کیسے وزن ہو سکتے ہیں عمل کون سی چیز ہے، رہتا ہے کہاں باقی، جو وزن ہوگا حالانکہ اَب چیزیں نکل بھی آئی ہیں سائنسی ایسی جن میں عمل محفوظ رہتا ہے فلم بن جاتی ہے دوہرائی جاسکتی ہے دکھائی جاسکتی ہے۔ تو وہ اَعمال جو موجود چلے آتے ہیں یا جو کچھ آپ کرتے ہیں وہ سب موجود ہیں اُس میں اللہ تعالیٰ جان پیدا فرما دیتے ہیں، وہ (عمل) قبر میں بلکہ ساتھ بھی آتا ہے وہ رہے گا ساتھ اور اچھے اَعمال اگر ہیں تو وہ کہے گا کہ مجھے تجھے دیکھ کر خوشی ہو رہی ہے سکون ہوتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں تیرا عمل ہوں اور تیرے ساتھ ہی رہوں گا تو عذاب یا سوالِ قبر کا ذکر وہ اَحادیث میں بہت آیا ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کہیں تشریف لے جا رہے تھے آپ کی سواری جو تھی بِدکی تو اُس پر اِرشاد فرمایا یَهُوْدٌ تُعَذَّبُ فِیْ قُبُوْرِهَا [1] یہ یہودی ہیں اِن کو عذاب ہو رہا ہے قبر میں۔ اِسی طرح اور جگہ گئے دو قبریں دیکھیں آپ نے اور فرمایا کہ اِن کو عذاب ہو رہا ہے اور وَمَا یُعَذَّبَانِ فِیْ کَبِیْرٍ [2] کبیرہ گناہ میں نہیں یا بڑے مشکل گناہ میں نہیں، بچنا ممکن تھا لیکن یہ بچے نہیں اُس سے، ایک یہ کہ اپنے پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دُوسرا چغل خوری کرتا تھا یہ چیز تھی جس پر عذاب ہے پھر آپ نے ایک شاخ لی اُس کے دو ٹکڑے کیے اور ایک اِس میں اور ایک اِس میں گاڑ دی اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ میں نے دُعا کی ہے کہ جب تک یہ رہیں اِن کے اُوپر سے عذاب ہٹا دیا جائے۔

اِنسان کو جو کچھ کیفیات ہوتی ہیں یہ ضروری نہیں ہے کہ اُس میں آدمی سچ مچ اُٹھ کر بیٹھے اور خواب دیکھتا ہے اور خواب بیان کرتا ہے اور اُس میں کہتا ہے یوں ہوا یوں ہوا اور بعض دفعہ اُٹھتا ہے اُس کے اَثرات بھی ہوتے ہیں تو ایسی چیزیں جو ہم سے مخفی ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہیں تو بتلائی ہی اِس لیے ہیں کہ ہم سے مخفی ہیں آپ کے اِرشادات کا مطلب ہی یہی ہے کہ ہمیں اُس کا پتہ نہیں چلتا، ہوتی ہیں وہ، وجود ہے اُن کا تو ''معتزلہ'' جو تھے اُنہوں نے اِس سے بھی آگے بڑھ کر یہ ہی کہہ دیا کہ ہیں ہی نہیں یہ چیزیں کیونکہ عقل میں نہیں آتیں۔

---

[1] بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۳۷۵ [2] بخاری شریف کتاب الوضوء رقم الحدیث ۲۱۶

''خارجی'' کہتے ہیں کہ جو بھی مرتکبِ کبیرہ ہے کوئی کبیرہ گناہ کرلے وہ اِیمان سے خارج ہو گیا اور کفر میں داخل ہو گیا اَب اُسے دوبارہ مسلمان ہونا پڑے گا۔

''معتزلہ'' کہتے ہیں کہ اِیمان سے خارج ہو گیا ہے مگر کفر میں داخل نہیں کیونکہ اِس میں یہاں کہیں یہ نہیں آیا کہ دوبارہ اِیمان قبول کرے۔

اور اہلِ سنت والجماعت کا جو مسلک چلا آرہا ہے چاہے وہ جو بھی ہوں شافعی ہوں، مالکی ہوں، حنبلی ہوں، حنفی ہوں اُن سب کا یہ ہے جو صحابہ کرام نے سمجھا، مطلب اِس کا وہ یہی ہے کہ کمالِ اِیمانی جو ہے وہ نہیں رہتا اگر اِیمان کامل ہو تو گناہ نہ کر سکے گا اِیمان میں نقص ہے اُس کے، اِس لیے یہ گناہ بھی کرلیتا ہے وہ گناہ بھی کرلیتا ہے، اِیمان ایسی چیز ہے کہ وہ اگر کامل ہو تو گناہ سے رُک جائے گا وہ گناہ سے اُس کو روک دے گا۔

اِس میں وہ تمام چیزیں بتائی گئیں جو اُس دَور میں ہوتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ نے وہ سب مٹا دیے، لوٹ مار بالکل ختم ہو گئی، اُس وقت ایسی تھی کہ فخر کی چیز تھی جیسے کہ اَب کوئی غنڈا ہو وہ کوئی ایسی حرکت کرے تو اُس پر فخر کرے گا اور اُس کے پیروکار بھی فخر کریں گے مگر یہاں تو یہ آگیا کہ جب وہ لوٹ مار کرتا ہے لوگ اُسے دیکھتے ہوتے ہیں وہ اَندر خوش ہوتا ہے یا فخر محسوس کرتا ہوتا ہے بڑائی محسوس کرتا ہوتا ہے تو اُس وقت وہ اِیمان کی حالت میں نہیں ہوتا۔ یہ سب چیزیں آقائے نامدار ﷺ نے مٹا دیں اِسلام نے مٹا دیے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اَعمالِ صالحہ کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعا ....

قسط : ٦

اِسلام کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

پانچواں سبق : حج

حج کی فرضیت :

اِسلام کے اَرکان میں سے آخری رُکن ''حج'' ہے۔قرآن شریف میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے :

﴿ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ط وَّمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴾ (سورہ آلِ عمران : آیت ۹۷)

''اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے اُن لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی اِستطاعت رکھتے ہوں اور جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دُنیا سے۔''

اِس آیت میں حج کے فرض ہونے کا اعلان بھی فرمایا گیا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ وہ صرف اُن لوگوں پر فرض ہے جو وہاں پہنچنے کی طاقت اور حیثیت رکھتے ہوں۔اور آیت کے آخری حصے میں اِس طرف بھی اِشارہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے حج کرنے کی اِستطاعت اور طاقت دی ہو اور وہ ناشکری سے حج نہ کریں (جیسے کہ آج کل کے بہت سے مالدار نہیں کرتے) تو اللہ تعالیٰ سب سے بے نیاز اور بے پراوہ ہے۔ اِس لیے اُن کے حج نہ کرنے سے اُس کا تو کچھ نہیں بگڑے گا اَلبتہ اِس ناشکری اور کفرانِ نعمت کی وجہ سے یہ ناشکرے بندے خود ہی اُس کی رحمت سے محروم رہ جائیں گے اور اُن کا اَنجام خدانخواستہ بہت بُرا ہوگا۔رسول اللہ ﷺ کی ایک حدیث میں ہے کہ :

''جس کسی کو اللہ نے اِتنا دیا ہو کہ وہ حج کر سکے لیکن اِس کے باوجود وہ حج نہ کرے تو کوئی پرواہ نہیں ہے کہ خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔''

بھائیو ! اگر ہمارے دِلوں میں اِیمان و اِسلام کی کچھ بھی قدر ہو اور اللہ و رسول سے کچھ بھی تعلق ہو تو اِس حدیث سے معلوم ہو جانے کے بعد ہم میں سے کسی ایسے شخص کو حج سے محروم نہ رہنا چاہیے جو وہاں پہنچ سکتا ہو۔

حج کی فضیلتیں اور برکتیں :

بہت سی حدیثوں میں حج کی اور حج کرنے والوں کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں، یہاں ہم صرف دو تین حدیثیں ذکر کرتے ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ :

''حج اور عمرہ کے لیے جانے والے لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص مہمان ہیں، وہ اللہ سے دُعا کریں تو اللہ تعالیٰ اُن کی دُعا قبول کرتا ہے اور مغفرت مانگیں تو اُن کو بخش دیتا ہے۔''

ایک دُوسری حدیث میں ہے کہ :

''جو شخص حج کرے اور اُس میں کوئی فحش اور بیہودہ حرکت نہ کرے اور اللہ کی نافرمانی نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر واپس آئے گا جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بالکل بے گناہ تھا۔''

ایک اور حدیث میں ہے کہ :

''حجِ مبرور یعنی وہ حج جو خلوص کے ساتھ اور بالکل ٹھیک اَدا کیا گیا ہو اور اُس میں کوئی برائی اور خرابی نہ ہوئی ہو تو اُس کی جزا صرف جنت ہی جنت ہے۔''

حج کی نقد لذتیں :

حج کی برکت سے گناہوں کی معافی اور جنت کی نعمتیں جو حاصل ہوتی ہیں وہ تو اِنشاء اللہ پوری طرح آخرت میں ملیں گی لیکن اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی گاہ اور اُس کے اَنوار کے خاص مرکز بیت اللہ شریف کو دیکھ کر اور مکہ معظّمہ کے اُن خاص مقامات پر پہنچ کر جہاں حضرت اِبراہیم و اِسماعیل علیہما السلام

کی اور ہمارے نبی ورسول سیّدنا محمد مصطفی ﷺ کی خاص یادگاریں اَب تک موجود ہیں، اِیمان والوں کو جو لذت اور دولت حاصل ہوتی ہے وہ بھی اِس دُنیا میں جنت ہی کی نعمت ہے پھر مدینہ طیبہ میں روضۂ اَقدس کی زیارت اور حضور اَکرم ﷺ کی مسجد شریف میں نمازیں پڑھنا اور براہِ راست حضور اَقدس ﷺ سے مخاطب ہوکر صلوۃ وسلام عرض کرنا۔ طیبہ کی گلیوں میں اور وہاں کے جنگلوں میں پھرنا، وہاں کی ہوا میں سانس لینا اور وہاں کی مقدس زمین میں اور ہوا میں بسی ہوئی خوشبو سے دماغ کا معطر ہونا اور حضور ﷺ کو یاد کر کے شوق ومحبت میں خوش ہونا، کبھی ہنسنا اور کبھی رو پڑنا۔

یہ وہ لذتیں ہیں جو حج کرنے والوں کو مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نقد حاصل ہوتی ہیں بشرطیکہ اللہ تعالیٰ بندے کو اِس قابل بنادے کہ وہ اِن لذتوں کو محسوس کر سکے۔

آؤ سب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے یہ لذتیں اور دولتیں ہم کو نصیب فرمائے، آمین۔

اِسلام کی پانچ بنیادیں :

اِسلام کی جن پانچ بنیادی تعلیمات کا یہاں تک بیان ہوا یعنی کلمہ، نماز، زکوۃ، روزہ، حج۔ یہ پانچوں ''اَرکانِ اِسلام'' کہے جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی مشہور حدیث ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اِسلام کی بنیاد اِن پانچ چیزوں پر قائم ہے: (۱) ایک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا (۲) دُوسرے نماز قائم کرنا (۳) تیسرے زکوۃ دینا (۴) چوتھے رمضان کے روزے رکھنا (۵) اور پانچویں بیت اللہ کا حج کرنا اُن کے لیے جو وہاں پہنچ سکتے ہوں۔

اِن پانچ چیزوں کے اَرکانِ اِسلام اور بنیادِ اِسلام ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ اِسلام کے بنیادی فرائض ہیں اور اِن پر اچھی طرح عمل کرنے سے اِسلام کے باقی اَحکام پر عمل کرنے کی صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے۔ یہاں ہم نے اِن اَرکان کی صرف اہمیت اور فضیلت بیان کی ہے اِن کے تفصیلی مسائل فقہ کی معتبر کتابوں میں دیکھے جائیں یا علماء سے دریافت کیے جائیں۔ (جاری ہے)

قسط : ٦

قصص القرآن للاطفال

پیارے بچوں کے لیے قرآن کے پیارے قصّے

﴿ الشیخ مصطفٰی وہبہ، مترجم مفتی سیّد عبدالعظیم صاحب ترمذی ﴾

﴿ حضرت اِبراہیم علیہ السلام ﴾

حضرت اِبراہیم علیہ الصلٰوۃ السلام ایسی قوم میں پیدا ہوئے جو بتوں کی پرستش کرتی تھی۔ آپ وہیں پلے بڑے اور اُن ہی کے درمیان نشو ونما پائی مگر حق سبحانہ وتعالیٰ نے بچپن ہی سے آپ علیہ السلام کو بت پرستی سے محفوظ رکھا جو نفع ونقصان کے مالک نہیں ہوتے۔

آپ کے والد آزر ایک بت تراش تھے جو مورتیاں بنایا کرتے تھے جنہیں لوگ پوجا پاٹ کے لیے خرید لیتے تھے۔ آزر بھی اور لوگوں کی طرح بتوں کو معبود سمجھتے تھے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی وحی کے مطابق حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو نہایت نرمی اور اَدب سے مخاطب کیا اور فرمایا :

﴿ یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْئًا o یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَالَمْ یَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِیًّا o یٰۤاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ اِنَّ الشَّیْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا o یٰۤاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّكَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَكُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ﴾ (سُورہ مریم آیت ۴۲ تا ۴۵)

''اے باپ میرے، کیوں پوجتا ہے اُس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ کام آئے تیرے کچھ۔ اے باپ میرے، مجھ کو آئی ہے خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی۔ سو میری راہ پر چل دِکھلا دُوں تجھ کو راہ سیدھی۔ اے باپ میرے، مت پوج شیطان کو، بیشک شیطان ہے رحمٰن کا نافرمان۔ اے باپ میرے، میں ڈرتا ہوں کہیں آ لگے تجھ کو ایک آفت رحمٰن سے پھر تُو ہو جائے شیطان کا ساتھی۔''

آزر نے اپنے بیٹے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی بات نہ مانی بلکہ آپ کو ڈرایا دھمکایا اور حکم دیا کہ آپ اِسے چھوڑ دیں اور کہیں دُور نکل جائیں چنانچہ وہ کہنے لگے :

﴿ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِیْ یٰٓاِبْرٰهِیْمُ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا ﴾ [1]

''کیا تو پھرا ہوا ہے میرے ٹھاکروں سے اے اِبراہیم، اگر تو باز نہ آئے گا تو تجھ کو سنگسار کروں گا اور دُور ہو جا میرے پاس سے ایک مدت۔''

حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کی دھمکی کو نہایت صبر و اِطمینان اور کشادہ دِلی سے قبول کرتے ہوئے فرمایا :

﴿سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ كَانَ بِیْ حَفِیًّا﴾ (سُورہ مریم : ۴۷)

''تیری سلامتی رہے، میں گناہ بخشواؤں گا تیرے اپنے رب سے، بے شک وہ ہے مجھ پر مہربان۔''

چنانچہ یہ کہہ کر آپ اپنے باپ کے شرک کرنے اور اللہ وحدہٗ لاشریک پر اِیمان نہ لانے پر اَفسوس کرتے ہوئے رُخصت ہوگئے۔ پھر ایک دِن حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے چاہا کہ اپنی قوم کے سامنے اُن کا فاسد عقیدہ واضح کریں اور بت پرستی کی برائی بیان کریں چنانچہ آپ نے اُن سے پوچھا :

﴿مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْٓ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ ﴾ (سُورۃ الانبیاء : ۵۲)

''یہ کیسی مورتیں ہیں جن پر تم مجاور بنے بیٹھے ہو ؟ ''

اُنہوں نے جواب دیا کہ ہمارے باپ دادا اِن کی عبادت کرتے تھے، سو ہم بھی اِن کی پرستش کرتے ہیں پھر آپ نے اِستہزاءً اُن سے دریافت فرمایا :

﴿ هَلْ یَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ اَوْ یَنْفَعُوْنَكُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ﴾ [2]

''کچھ سنتے ہیں تمہارا کہا جب تم پکارتے ہو یا کچھ بھلا کرتے ہیں تمہارا یا برا ؟''

---

[1] سُورہ مریم : ۴۶ [2] سُورۃ الشعراء : ۷۲ ، ۷۳

اور جب آپ نے دیکھا کہ نہ تو اِن بتوں کو قوتِ سماعت حاصل ہے کہ کسی کی بات سن سکیں اور نہ ہی عقل ہے کہ کسی بات کو سمجھ سکیں تو آپ نے قسم کھائی کہ میں اِن بتوں کو توڑ ڈالوں گا۔ آپ اِسی اِنتظار میں رہے حتی کہ اُن کی عید کا دِن آ گیا جس میں وہ شہر سے باہر کھیتوں اور باغات میں میلے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ اِدھر اِبراہیم علیہ السلام اُن کے معبد پہنچ گئے جس میں وہ بت اور مورتیاں موجود تھیں آپ نے مشاہدہ فرمایا کہ آپ کی قوم نے اِن بتوں کے سامنے بے حساب کھانا چن رکھا تھا، آپ نے طنزًا فرمایا :

﴿ اَلَا تَأْكُلُوْنَ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴾ (سُورۃ الصفت : ۹۱ ، ۹۲)

'' تم کیوں نہیں کھاتے ،تم کو کیا ہے کہ نہیں بولتے ؟ ''

پھر آپ نے اپنے ہاتھوں میں موجود کلہاڑا بلند کیا اور اُن بتوں کو توڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ تمام بتوں کو توڑ ڈالا سوائے بڑے بت کے آپ نے اُسے نہ توڑا بلکہ اُس پر کلہاڑا رکھ دیا کہ گویا اِس بت نے ہی بت کدے میں موجود تمام بتوں کو توڑا ہو۔ جب لوگ اپنے عید کے میلے سے واپس آئے اور بت خانے میں داخل ہوئے تو ٹوٹے ہوئے بتوں کو دیکھ کر دہشت زدہ رہ گئے اور ایک دُوسرے سے پوچھنے لگے :

﴿ مَنْ فَعَلَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا ﴾ (سُورۃ الا نبیاء : ۵۹)

''کس نے کیا یہ کام ہمارے معبودوں کے ساتھ ؟ ''

بعض لوگوں نے کہا :

﴿ سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ ﴾ (سُورۃ الا انبیاء : ۶۰)

''ہم نے سنا ہے کہ ایک نوجوان بتوں کو کچھ کہتا ہے، اُس کو اِبراہیم کہتے ہیں۔''

اور اُنہوں نے یہ بھی کہا کہ اِبراہیم (علیہ السلام) اِن بتوں کا مذاق اُڑایا کرتے تھے اور اُنہوں نے قسم کھائی تھی کہ وہ اِنہیں توڑ دیں گے۔ تمام لوگ آپ سے پوچھنے لگے۔

﴿ ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ ھٰذَا بِاٰلِھَتِنَا یٰاِبْرَاھِیْمُ ﴾ (سُورۃ الانبیاء : ٦٢)

''کیا تو نے کیا ہے یہ ہمارے معبودوں کے ساتھ اے اِبراہیم ؟ ''

حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے فرمایا :

﴿ بَلْ فَعَلَہٗ کَبِیْرُھُمْ ھٰذَا فَاسْئَلُوْھُمْ اِنْ کَانُوْا یَنْطِقُوْنَ ﴾ (سُورۃ الانبیاء :٦٣)

''نہیں پر یہ کیا ہے اُن کے اِس بڑے نے سو اُن سے پوچھ لو اگر وہ بولتے ہیں۔''

لوگ آپ کے جواب پر حیرت زدہ ہوگئے اور کہنے لگے :

﴿ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا ھٰؤُلَآءِ یَنْطِقُوْنَ ﴾ (سُورۃ الا نبیاء : ٦٥)

''تو تو جانتا ہے جیسا یہ بولتے ہیں۔''

اور اِس طرح اُنہوں نے اِعتراف کر لیا کہ جن پتھروں کی وہ پوجا کرتے ہیں وہ نہ تو بول سکتے ہیں اور نہ ہی اِتنے طاقتور ہیں کہ اپنی حفاظت کر سکیں۔ حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے تعجب کا اِظہار کرتے ہوئے فرمایا :

﴿ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکُمْ شَیْئًا وَّلَا یَضُرُّکُمْ اُفٍّ لَّکُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴾ (سُورۃ الا نبیاء : ٦٦ ، ٦٧)

''کیا پھر تم پوجتے ہو اللہ سے ورے ایسے کو جو تمہارا کچھ بھلا کرے نہ بُرا۔ بیزار ہوں میں تم سے اور جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا، کیا تم کو سمجھ نہیں۔''

جب حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے یہ بات فرمائی تو لوگ خاموش رہ گئے اور اُن سے کوئی جواب نہ بن پڑا مگر غرور و تکبر نے اُنہیں ایسا اَندھا کیا ہوا تھا کہ وہ اپنے کفر و ضلالت پر جمے رہے اور اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ حضرت اِبراہیم علیہ السلام سے چھٹکارا حاصل کیا جائے چنانچہ وہ کہنے لگے :

﴿ حَرِّقُوْہُ وَانْصُرُوْا اٰلِھَتَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ فٰعِلِیْنَ ﴾ (سُورۃ الانبیاء : ٦٨)

''اِس کو جلاؤ اور مدد کرو اپنے معبودوں کی اگر کچھ کرتے ہو۔''

سواُنہوں نے بہت زیادہ لکڑیاں جمع کیں اور اِنہیں شہر کے ایک وسیع و عریض میدان میں اَکھٹا کر کے آگ کا اَلاؤ دہکانا شروع کر دیا اور پھر حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو پکڑا اور ایک بڑی رسی سے باندھ کر آگ کے درمیان ڈال دیا اُس وقت حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے :

﴿ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ﴾

''میرے لیے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔''

اللہ تبارک وتعالیٰ تو یہ سب کچھ دیکھ ہی رہے تھے لہٰذا قبل اِس کے کہ آگ کی کوئی چنگاری آپ کو چھوتی، حکمِ اِلٰہی آ پہنچا :

﴿ یٰنَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰی اِبْرٰهِیْمَ ﴾ (سُورۃ الا نبیاء : ٦٩)

''اے آگ ٹھنڈی ہو جا اور آرام دہ اِبراہیم پر۔''

اِس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی حفاظت فرمائی۔ آگ حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو تو کوئی تکلیف نہ پہنچا سکی ہاں اُس نے اُس رسی کو جلا کر راکھ کر دیا جس سے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو باندھا تھا۔ یوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات عطا فرمائی اور آپ آگ سے سلامتی اور عافیت کے ساتھ باہر آئے اور آگ کے اَلاؤ کو چیر کر اُس کے گرد موجود لوگوں کے جمِ غفیر کی طرف بڑھے جن کی زبانیں دہشت کے مارے گنگ ہو چکی تھیں، اُن کی آنکھوں کے سامنے ہونے والے معجزے نے اُنہیں اِس قدر متاثر کیا کہ اُن کے بولنے اور حرکت کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو چکی تھی۔

بایں ہمہ وہ نہ تو حق تعالیٰ پر اِیمان لائے اور نہ بتوں کی تکفیر پر تیار ہوئے۔ ہاں آپ کی قوم کے معدودے چند لوگوں نے اِسلام قبول کیا جبکہ اَکثریت جہالت اور شرک میں ہی مبتلا رہی اور اِس اَکثریت میں سرفہرست ''نمرود'' تھا جو ملک ''بابل'' کا حکمران تھا جس نے اپنے ظلم واِستبداد اور لوگوں کی ایذا رسانی پر ہی اِکتفا نہ کیا اور نہ ہی خدائے وحدہٗ لاشریک کے شرک پر بس کی بلکہ اُس نے خدائی کا

دعوی کر دیا اُس نے حضرت اِبراہیم علیہ السلام کا آگ سے نجات کا قصہ سن کر آپ کو بلا بھیجا اور آپ سے دریافت کیا کہ اللہ کون ذات ہے جس کی عبادت کی طرف آپ لوگوں کو بلاتے ہیں ؟ حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے اُسے جواب دیا کہ :

﴿ رَبِّیَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۸)

''میرا رب وہی ہے جو زِندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔''

نمرود نے آپ سے اِس بات پر مباحثہ شروع کر دیا اور جہالت وغرور سے کہنے لگا :

﴿ اَنَا اُحْیٖ وَاُمِیْتُ ﴾ (سورۃ البقرہ : ۲۵۸)

''میں بھی جلاتا اور مارتا ہوں۔''

میں بھی اپنے قید خانے سے دو قیدیوں کو بلوا کر ایک کو معاف کر دُوں گا اور دُوسرے کو قتل کا حکم دے دُوں گا، اِس طرح میں بھی زندگی اور موت پر قادر ہوں۔حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے نمرود کی جہالت اور حماقت کو محسوس کرتے ہوئے فورًا ایک قوی دلیل پیش فرمائی جو اللہ کی قدرتِ کاملہ اور اُس کے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کی بین دلیل ہے۔آپ نے اُس سے فرمایا :

﴿ فَاِنَّ اللّٰہَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِھَا مِنَ الْمَغْرِبِ ﴾[1]

''بے شک اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے، اَب تو لے آ اِس کو مغرب کی طرف سے۔''

نمرود عاجز آگیا اور خاموش ہو گیا۔حضرت اِبراہیم علیہ السلام نے اُسے حیرت واِستعجاب میں چھوڑ دیا۔اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

﴿ فَبُھِتَ الَّذِیْ کَفَرَ وَاللّٰہُ لَا یَھْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ (سُورۃ البقرہ : ۲۵۸)

''تب حیران رہ گیا وہ کافر، اللہ سیدھی راہ نہیں دِکھاتا بے اِنصافوں کو۔''

(جاری ہے)

---

[1] سُورۃ البقرہ : ۲۵۸

قسط : ٦

تعلیم النساء

﴿ اَز اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانوی ﴾

زنانہ اسکول قائم کرانے کی شرائط اور بہتر شکل

حضرت تھانوی کے قائم کردہ زنانہ اسکول کی صورت :

میں نے تھانہ بھون میں لڑکیوں کا ایک مدرسہ قائم کیا ہے لڑکیاں ایک معلّمہ کے گھر جمع ہو جاتی ہیں (وہی گھر گویا لڑکیوں کا مدرسہ ہے) اور میں اُن کی خدمت کر دیتا ہوں لیکن میں نے یہاں تک اِحتیاط کر رکھی ہے کہ میں خود کسی لڑکی کو بھیجنے کی ترغیب نہیں دیتا، یہ اُن ہی معلّمہ سے کہہ دیا ہے کہ یہ سب تمہارا کام ہے تم جتنی لڑکیوں کو بلاؤ گی تنخواہ زیادہ ملے گی۔ اُس مدرسہ میں ماہانہ اِمتحان بھی ہوتا ہے سو لڑکیاں کبھی تو اِمتحان دینے کے لیے گھر پر چلی آتی ہیں اور میری اہلِ خانہ (بیوی) یا میرے خاندان کی کوئی بی بی اُن کا اِمتحان لے لیتی ہے (اِمتحان میں نہیں لیتا) اور کبھی لڑکیوں کو نہیں بلایا جاتا بلکہ ممتحنہ (اِمتحان لینے والی) وہیں چلی جاتی ہیں اور اِمتحان لے لیتی ہیں صرف اِمتحان کا نتیجہ میرے سامنے پیش ہو جاتا ہے اور باقی اُن پر میرا نہ کوئی اَثر اور نہ دخل ہے، نمبر ممتحنہ دیتی ہیں اُن نمبروں پر اِنعام میں تجویز کرتا ہوں۔

اَلحمدللہ ! اِس طرز پر مدرسہ برابر چلا جا رہا ہے اور ایک بات بھی کبھی خرابی کی نہیں ہوئی، اَلغرض لڑکیوں کی تعلیم کا اِنتظام یا تو اِس طور پر ہو کہ لڑکیاں جمع نہ ہوں اپنے اپنے گھروں پر یا محلّہ کی بیبیوں سے تعلیم پائیں لیکن آج کل یہ عادۃً بہت مشکل ہے یا اگر ایک جگہ جمع ہوں تو پھر یہ اِنتظام ہو کہ مردوں سے سابقہ نہ رکھیں اور اپنی مستورات سے نگرانی کرائیں اُن سے خود بات چیت تک بھی نہ کریں،

دُوسرے اِس بات کی بھی ضرورت ہے کہ سیکریٹری بضرورت متقی بن جائے چاہے وہ آزاد خیال ہو مگر اُسے مولوی کی شکل بنانا چاہیے تاکہ معلّمہ پر اُس کے اِس صوری تقوی کا اَثر پڑے۔

میری دانست میں تعلیمِ نسواں کے یہ اُصول ہیں آگے اور لوگ اپنے تجربوں سے کام لیں، کچھ میرے خیالات کی تقلید ضروری نہیں۔ (اِصلاح الیتامٰی۔حقوق وفرائض ص ۴۰۱، ۴۰۴)

لڑکیوں وعورتوں کی تعلیم کے طریقے :

☆ اَسلم طریقہ لڑکیوں (کی تعلیم) کے لیے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آئیں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی اُستانی مل جائے جو تنخواہ نہ لے تو یہ تعلیم زیادہ بابرکت ثابت ہوتی ہے اور بدرجہ مجبوری اِس کا بھی یعنی تنخواہ دے کر تعلیم کرانے کا مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی اُستانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں۔ (اِصلاحِ اِنقلاب)

☆ رہی لڑکیوں کی تعلیم ،سو اَگر گھر کے مرد ذِی علم ہوں تو وہ پڑھا دیں ورنہ اَگر مستورات پڑھی ہوئی ہوں تو وہ خود پڑھا دیں ورنہ دُوسری نیک بیبیوں سے پڑھوائیں۔ (حقوق الزوجین ص ۳۲۵)

شادی شدہ عورتوں کی تعلیم کا طریقہ :

سب سے بہتر اور آسان طریقہ تو یہ ہے کہ مرد خود تعلیم حاصل کریں پھر عورتوں کو پڑھائیں اور اگر تم خود پڑھے ہوئے نہ ہو تو علماء سے مسائل پوچھ کر گھر والوں کو زبانی ہی تعلیم دو۔

اللہ تعالیٰ نے دین کتنا سستا اور آسان کر دیا ہے محض سننے سنانے سے بھی دین حاصل ہو سکتا ہے۔ (کم اَز کم) اِتنا ہی کر لو کہ اُردو میں اَحکامِ شرعیہ کے جو رسائل لکھے گئے ہیں ،ایک وقت مقرر کر کے اپنی مستورات کو وہ رسائل پابندی سے سنا دیا کرو مگر اِن رسائل کی تعین محقق عالم سے کراؤ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو علماء سے زبانی مسائل پوچھ کر عورتوں کو بتلایا کریں۔ (اَلتبلیغ ص ۲۲۷ ج ۱۴ ص ۲۳۰)

(حاصل یہ کہ) عورتوں کو اُن کے مرد پڑھا دیا کریں اور جب ایک عورت تعلیم یافتہ ہو جائے تو پھر وہ بہت سی عورتوں کو تعلیم یافتہ بنا سکتی ہیں۔ (اَلتبلیغ ج ۲۱ ص ۱۶۶) ✿ ✿ ✿

قسط : ۲۷

سیرت خُلفائے راشدین

﴿ حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوئی ؒ ﴾

اَمیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفّان ذوالنّورین ؓ

حضرت عثمان ؓ کے عہدِ خلافت کی فتوحات :

آپ کے عہدِ خلافت میں دو قسم کی فتوحات حاصل ہوئیں: اَوّل یہ کہ بعض وہ ممالک جو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں مفتوح ہو چکے تھے اور پھر اُن کے بعد باغی ہو گئے، حضرت عثمان ؓ کے زمانے میں وہ ممالک دوبارہ پھر فتح کیے گئے۔ دوم یہ کہ جدید ممالک میں جہاد ہوئے وہ مقامات اِسلام کے قبضہ میں آئے، یہاں اِن دونوں قسموں کی فتوحات کا تذکرہ بطورِ نمونے کے کیا جاتا ہے۔

قسم اَوّل :

☆ ہمدان کے لوگ باغی ہو گئے، حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر دوبارہ یہ ملک فتح ہوا۔

☆ رَی کے لوگوں نے بھی علَمِ بغاوت بلند کیا، حضرت اَبو موسیٰ اَشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے اَز سر نو اِس پر اِسلام کا قبضہ ہوا۔

☆ اِسکندریہ میں بھی بغاوت کی آگ بھڑکی، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پھر یہ مقام فتح ہوا۔

☆ آذربائیجان کے لوگوں نے بھی غدر کیا، حضرت ولید بن عتبہ رضی اللہ عنہ کی کوشش سے پھر مسلمانوں کا اِس پر تسلط ہوا۔ اِسی سلسلہ میں آذربائیجان کے قرب و جوار کے مقامات بھی مفتوح ہو گئے، آرمینیہ بھی مفتوح ہوا۔

یہ فتوحات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمتِ قتالِ مرتدین کے مثل تھیں، اگر اُن کی کوشش نہ ہوتی اور یہ بغاوتیں فرو نہ ہوتیں تو نتیجہ خدا جانے کیا ہوتا اور کفر کی طاقتیں جو ٹوٹ چکی تھیں پھر کس شان سے عود کرتیں ؟

قسم دوم :

اَفریقہ کی وہ جنگِ عظیم جو اِسلامی تاریخ میں حَرْبُ الْعَبَادِلَۃ کے نام سے مشہور ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اَفریقہ کے فتح کرنے کے لیے عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو حکومت عطا فرمائی اور اُن سے فرمایا کہ اَفریقہ میں جس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوگا اُس کا پچیسواں حصہ تم کو دیا جائے گا۔ اُس زمانے میں اَفریقہ کا حاکم قیصرِ رُوم کی طرف سے جرجیر نامی ایک شخص تھا، طرابلس سے لے کر طنجہ تک اُس کی حکومت تھی اور بڑا متکبر و مغرور تھا، اُس نے مسلمانوں سے لڑنے کے لیے ایک لاکھ بیس ہزار سوار فراہم کیے اُدھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی ایک بڑی فوج مرتب کر کے روانہ فرمائی جس میں اَکابر صحابہ مثل عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ نے مصر سے ایک بڑی فوج فراہم کی ، یہ سب اِسلامی فوجیں بہ ہیئت اِجتماعیہ اَفریقہ پہنچیں اور معرکہ کا بازار گرم ہوا۔ تاریخِ اِسلام میں یرموک اور قادسیہ کی لڑائی کے بعد اِس لڑائی کا نمبر رکھا گیا، چالیس دِن تک یہ لڑائی جاری رہی، روزانہ صبح سے دوپہر تک لڑائی رہتی تھی اِس کے بعد دونوں فوجیں خستہ ہو ہو کر اپنے خیموں میں آرام کرتی تھیں ، چند روز کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ایک تازہ دم فوج دے کر کمک کے لیے روانہ فرمایا اور تاکید کی کہ جلد سے جلد اَفریقہ پہنچ کر اپنے بھائیوں کی مدد کرو، جس وقت یہ تازہ فوج اَفریقہ پہنچی ہے مسلمانوں کی خوشی کا کیا پوچھنا، سب نے ایک دم نعرۂ تکبیر بلند کیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ جو اِس فوج کے سردار تھے کچھ خائف ہیں اور وجہ یہ معلوم ہوئی کہ جرجیر نے اپنی فوج میں یہ اِعلان کر دیا ہے کہ جو شخص

عبداللہ بن سعد (رضی اللہ عنہ) کا سر لائے گا اُس کو ایک لاکھ اَشرفیاں دی جائیں گی اور جرجیر کی لڑکی کی شادی اُس سے ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فورًا اِس کے جواب میں اِعلان دیا کہ جو شخص جرجیر کا سر کاٹ کر لائے گا اُس کو ایک لاکھ اَشرفیاں دی جائیں گی اور جرجیر کی لڑکی اُس کے حوالے کی جائے گی۔

اِس کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فوج کے دو حصے کیے، ایک حصہ کو حکم دیا کہ اپنے خیموں میں آرام کریں اور دُوسرے حصے کو لے کر میدانِ جنگ میں گئے، جب دوپہر کو حسبِ معمول لڑائی ختم ہونے کا وقت آیا اور دونوں لشکر میدانِ جنگ سے واپس ہوئے تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اُس حصہ فوج کو جو اَب تک آرام کر رہا تھا میدانِ جنگ میں آنے کا حکم دیا چنانچہ اُس فوج نے میدان میں پہنچ کر اِن ملعونوں کو آرام بھی نہ کرنے دیا، وہ لڑائی ہوئی کہ کافروں کے حوصلے پست ہوگئے اور جرجیر خود حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اُس کی فوج میں ہزیمت شروع ہوئی، بے شمار کافر تہِ تیغ ہوئے۔ اِس قدر مالِ غنیمت حاصل ہوا کہ خمس جدا کرنے کے بعد فی سوار تین ہزار اَشرفیاں اور فی پیادہ ایک ہزار اَشرفیاں تقسیم ہوئیں اور حسبِ اعلان ایک لاکھ اَشرفیاں اور جرجیر کی لڑکی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو ملی۔

اِس لڑائی کو حَرْبُ الْعَبَادِلَۃ اِس وجہ سے کہتے ہیں کہ سردارِ فوج حضرت عبداللہ بن سعدؓ اور میمنۂ لشکر حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور میسرہ پر عبداللہ بن زبیرؓ اور مقدمۂ لشکر پر عبداللہ بن عباسؓ تھے۔

فتحِ اَفریقہ کے بعد اِسلامی فوجیں بجانب مغرب بڑھیں، وہاں بھی بڑی جنگِ عظیم پیش آئی بالآخر طرابلس واُندلس اور مغرب کے تمام شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے اور دینِ پاک کا جاہ وجلال مغرب میں چمکنے لگا۔

بحری لڑائیاں جن سے اَب تک مسلمان ناواقف تھے، پہلے دونوں خلیفہ کے زمانے میں کوئی بحری جنگ ہی نہیں ہوئی تھی بالکل نیا کام تھا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے قیصرِ رُوم کی شوکت کو پامال کردیا تھا مگر پھر بھی کچھ وجود قیصر کا باقی تھا اور ساحلی مقامات پر اُس کی حکومت قائم تھی، سب سے

پہلے بحری لڑائی کا خیال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دِل میں پیدا ہوا اور اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا آپ نے اِن کو اِجازت دی اور ایک بڑی فوج اِن کی ماتحتی میں دے کر جزیرۂ قبرص کی طرف روانہ کیا۔ اِسلامی فوجیں جہازوں میں سوار ہو کر سمندر میں روانہ ہوئیں، رُومیوں سے پچاس لڑائیاں ہوئیں اور تمام وہ جزائر مسلمانوں کے قبضہ میں آگئے، قیصرِ رُوم کا نام ونشان مٹ گیا، عیسائیت کا جسمِ بے جان خاک ہوگیا اور اِسلام کی رُوحِ پاک نے اِن مردہ زمینوں میں جان ڈالی۔

یہ بحری لڑائیاں وہ تھیں جن کی پیشنگوئیاں رسولِ خدا ﷺ پہلے ہی فرما چکے تھے اور اِن لڑائیوں سے اپنی رضامندی کا اِظہار بھی فرما چکے تھے چنانچہ صحیح بخاری میں روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ ایک روز دوپہر کے وقت اُم حرام رضی اللہ عنہا کے گھر میں قیلولہ فرما رہے تھے کہ یکایک آپ مسکراتے ہوئے بیدار ہوئے۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا نے مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اِس وقت میں نے اپنی اُمت کے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ سمندر میں جہازوں پر بڑی شان وشوکت کے ساتھ چلے جا رہے ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ گویا بادشاہ تختوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ بھی فرمایا کہ اُس جماعت کے لیے جنت واجب ہے۔ اُم حرام رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ دُعا کیجئے کہ میں بھی اُس جماعت میں ہو جاؤں، آپ نے اُن کے لیے دُعا کی اور فرمایا کہ تم اُس جماعت میں ہوگی چنانچہ اُم حرام رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کے ساتھ اُس فوج میں گئیں اور واپسی کے وقت گھوڑے سے گر کر شہید ہوگئیں، آپ جزیرۂ قبرص میں دفن بھی ہیں۔ یہ بحری لڑائیاں اِن پیشنگوئیوں اور بشارتوں کی وجہ سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عمدہ فضائل میں شمار کی گئی ہیں۔

ملک اِیران کے بھی بعض حصے فتح ہونے سے رہ گئے تھے۔ مثلِ خراسان کا اور جوئیں اور بیہق اور فیروز آباد اور شیراز اور طوس اور نیشا پور اور ہرات اور بلخ وغیرہ کے یہ مقامات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں فتح ہوئے۔ قیصرِ رُوم بھی آپ کے عہدِ خلافت میں مارا گیا اور یزدگرد بھی آپ ہی کے عہدِ مبارک میں فی النار ہوا جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔ (جاری ہے)

''علم'' مقدم ہے ''عمل'' پر

﴿ شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم ﴾

۲۹ رجمادی الثانی ۱۴۳۵ھ/ ۳۰ راپریل ۲۰۱۴ء کو جامعہ میں ختم بخاری شریف کے موقع پر شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب مدظلہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مفصل بیان فرمایا جس کی افادیت کے پیش نظر اِسے نذر قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بَابُ قَوْلِ اللّٰہِ وَنَضَعُ الْمَوَازِیْنَ الْقِسْطِ لِیَوْمِ الْقِیٰمَةِ

وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِیْ اٰدَمَ وَقَوْلَھُمْ یُوْزَنُ وَقَالَ مُجَاھِدٌ اَلْقُسْطَاسُ اَلْعَدْلُ بِالرُّوْمِیَّةِ وَیُقَالُ اَلْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمُقْسِطِ وَھُوَ الْعَادِلُ وَاَمَّا الْقَاسِطُ فَھُوَ الْجَائِرُ (وَبِہٖ قَالَ) حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَشْکَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ (وَعَنْھُمْ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ ﷺ کَلِمَتَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ .

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اُس کا اِحسان ہے کہ اُس نے آج کے دِن ہم لوگوں کو یہ سعادت بخشی کہ بخاری شریف سال بھر پڑھ کر آج اِس کی آخری حدیث پڑھی گئی اللہ تعالیٰ اِس پڑھنے کو بھی قبول فرمالے اور پڑھانے کو بھی قبول فرمالے اور قیامت تک کے لیے ہم سب کے لیے صدقہ جاریہ بنادے۔

حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ عالمِ اِسلام کی ایسی شخصیت ہیں کہ جو محتاجِ تعارف نہیں اللہ تعالیٰ نے اُن سے ایسی خدمت لی اور ایسی کتاب کی تصنیف وتالیف کرائی جس کو قرآنِ پاک کے بعد سب سے بڑا درجہ حاصل ہے۔ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِس کتاب کو تصنیف کرنے کے لیے کتب اور اَبواب کی جو ترتیب قائم فرمائی وہ بھی بہت بدیع ہے اور اُس کی کرامات نئی سے نئی ابھی تک بیان

کرتے ہیں جو ختم ہونے میں نہیں آتیں یہ پرتو ہے کتاب اللہ کا جیسے اُس کے عجائبات ختم ہونے میں نہیں آتے ایسے ہی علمِ حدیث جو اِس کا خادم ہے اُس کا بھی یہی رنگ ہے اُس کے بھی یہی اَثرات ہیں اور یہی کمالات ہیں کہ اُس کے عجائبات بھی ختم نہیں ہوتے۔

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے جو باب منعقد کیا بخاری شریف کا اُس کو وحی سے شروع فرمایا باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ . ترتیب میں بھی اُنہوں نے بہت عجیب سبق دیا۔ یہ باب خود ایک سبق ہے اور اِس کی ترتیب علیحدہ ایک سبق ہے اِس کے بعد جو کتاب لائے ہیں وہ بھی ایک سبق ہے پھر اِس کے بعد جو باب لائے ہیں وہ بھی ایک سبق ہے موقع اور محل کا اِنتخاب، یہ بھی ایک سبق ہے۔

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے کتاب اِیمان سے اِبتدا فرمائی لیکن اِیمان سے پہلے وحی کا باب لاکر اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اِشارہ کیا کہ اِیمان وہ معتبر ہے اللہ کے یہاں اُس اِیمان کا وزن ہے جو وحی کے تابع ہوگا جو اِیمان وحی کے تابع نہیں ہوگا عقل کے تابع ہوگا وہ اللہ کے یہاں مردُود ہے چنانچہ آج بھی اور اِس سے پہلے بھی تھے اور آئندہ بھی ایسے باطل فرقے موجود رہیں گے اور اُن سے معرکہ آرائی حق و باطل کی جاری رہے گی، وہ دیکھنے میں بہت اچھے بہت کامل مومن نظر آتے ہیں لیکن اِسلام اور مفتیانِ کرام اُن کے اِسلام کو مسترد کر دیتے ہیں اِس لیے کہ اُن کا اِیمان چاہے کتنا ہی اچھا نظر آرہا ہو لیکن وحی نے جو کسوٹی دی ہے اُس پر پورا نہیں اُترتا۔ اُنہوں نے اِس کو اپنی عقل کے تابع کر کے ایک چیز بنائی ہے اور لوگوں کی نظروں میں اُس کو مزین کیا لوگوں کی نظروں میں تو وہ مزین ہے لیکن اللہ کے یہاں اُس کا کوئی وزن نہیں۔ اِس لیے اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے آخر میں وزنِ اعمال کا باب منعقد کر کے اِشارہ کیا کہ سب کچھ ہوتا رہے، کتنا ہی مزین کیوں نہ ہو جائے کتنا ہی سنوار لیں مگر آخر میں ایک کسوٹی ہے، آخرت میں جس میں تولہ جائے گا وہاں جو پورا اُترے گا وہ قبول ہو جائے گا وہاں جو پورا نہیں اُترے گا اُس کسوٹی میں وہ مسترد ہو جائے گا۔

چنانچہ سب سے پہلے وحی لاکر اِشارہ کیا کہ جو اِیمان اِس کے تابع ہوگا اور اِس اِیمان کے بعد

جو اَعمال اِس وحی کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ہوں گے وہ آخرت میں موت کے بعد اِس ترازو میں پورے پورے اُتریں گے اِنشاء اللہ۔ اور جو (صرف) عقل کے پیمانے پر لائیں گے وہ اِس میں مسترد ہوجائیں گے پھر اِس کتاب الایمان کے بعد اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اَعمال کو بعد لاکر بتادیا کہ جب تک اِیمان نہ ہو اَعمال کی کوئی حیثیت نہیں اِس لیے پہلے اِیمان لاؤ اور وہ والا اِیمان لاؤ جو وحی نے بتایا اُس کے بعد پھر اَعمال کرو اور اِیمان کے بعد اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اَعمال میں بھی سب سے پہلا جو عمل ذکر فرمایا وہ لائے ہیں کتاب العلم، کتاب الصلٰوۃ بھی نہیں لائے، کتاب الزکوۃ بھی نہیں لائے، کتاب الجہاد بھی نہیں لائے، کتاب العلم لائے کیونکہ جہاد کرے گا تو کیسے کرنا ہے یہ علم ہونا چاہیے، نماز پڑھنی ہے تو کیسے پڑھنی ہے یہ علم ہوگا تو پڑھے گا، جہل کے ہوتے ہوئے نماز نہیں پڑھی جاسکتی، روزہ رکھنا ہے تو کیسے رکھے گا علم ہوگا تو روزہ رکھے گا ورنہ نہیں رکھا جاسکتا۔

تو حضرت اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان اور اِیمان کے بعد کتاب العلم لاکے یہ بتایا کہ ''علم'' بھی جب ہی فائدہ دے گا جب پہلے ''اِیمان'' ہوگا چنانچہ کہیں ایسا نہیں ملے گا کہ علمِ دین علماء نے کسی کافر کو سکھایا ہو یا کسی کافر سے سیکھا ہو ایسا نہیں ہے، بلکہ کافر کو سکھانا بھی گناہ ہے اور کافر سے سیکھنا بھی گناہ ہے دونوں گناہ ہیں، یہیں سے پتہ چل جاتا ہے کہ یہ علوم جو ہیں کتنے بابرکت اور کتنے اَفضل اور کتنے برتر ہیں دُنیاوی علوم پر کہ دُنیاوی علم چاہے کتنا ہی نفع مند کیوں نہ ہو اُس کے نتیجہ میں کتنا ہی مال و دولت، اِقتدار اور دُنیاوی جاہ و جلال کیوں نہ ہاتھ آتا ہو لیکن وہ اِس علم سے برتر نہیں ہے کیونکہ وہ ایک ایسی حقیر چیز ہے جو کافر کو بھی سکھائی جاسکتی ہے اور کافر سے بھی سیکھی جاسکتی ہے۔

چنانچہ دُنیا کی اِس وقت جو بڑی بڑی یونیورسٹیاں ہیں جن میں اِن علوم کے چرچے ہیں اور اِن پر تحقیق ہورہی ہے اور ایسی زبردست تحقیق ہورہی ہے کہ شاید مادّی علوم کو کبھی ایسا عروج نصیب نہ ہوا ہو جو اِس دور میں ہے لیکن پھر بھی اِن سے کفر کے ساتھ اِختلاط کا تعفن اور بدبو دُور نہیں ہوا، اِس میں ایک لکیر کھینچنی ناممکن ہے کہ اِس میں یہ حصہ کافر کا ہے اور یہ حصہ مسلمان کا ہے، اُس کا یہ تعفن اِس سے جدا نہیں کیا جاسکتا اِسی لیے آج تک علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ اگر (دُنیاوی علوم) کوئی کافر سکھا

رہا ہے تو سیکھ لو اور اگر سکول میں کافر بچے داخل ہیں تو سکھا دو چاہے وہ سائنس کا علم ہو، چاہے وہ ڈاکٹری کا علم ہو، چاہے زراعت کا علم ہو، چاہے فلکیات کا ہو، چاہے خلاؤں کا ہو، چاہے سمندری مخلوق کا ہو، چاہے جنگل کی معلومات ہوں، جو بھی ہوں، دریاؤں کا ہو، سمندروں کا ہو، فضاؤں کا ہو، روشنی سے متعلق ہو، اَندھیروں سے متعلق ہو، جس چیز پر بھی تحقیق ہے اگر اُس کا مادّے سے تعلق ہے تو وہ علم ایسا ہے کہ وہ اچھے اور برے دونوں سے مخلوط ہے اُس کا مدار نیت پر ہے نیت اچھی ہوگی تو وہ ٹھیک ہو جائے گا نیت ٹھیک نہیں تو وہ بھی اچھا نہیں۔

یہ بڑا فرق آ گیا اِس سے پتہ چل گیا کہ مدارس کا کیا درجہ ہے اور سکول کالج کا کیا درجہ ہے ؟ آپ دیکھتے ہیں کہ لوگ سکول کالجوں کے دروازوں پر آیت لکھ دیتے ہیں ﴿رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ یہ بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ اِس آیت میں نبیوں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگی ہے کہ اے میرے رب میرا علم بڑھا دے۔ اَب سکول کالج کے اَندر ناچ گانا سکھایا جا رہا ہے، میوزک کی تعلیم دی جا رہی ہے، لڑکیاں لڑکوں کے ساتھ مل کر رقص کر رہی ہی، گپیں مار رہی ہیں اور یہ اُن کو باقاعدہ فن کے طور پر پڑھایا جاتا ہے، ہوٹلنگ ایک علم آ گیا، باقاعدہ وہ پڑھا پڑھایا جا رہا ہے کالجوں میں، اُس میں بتایا جا رہا ہے کہ ہوٹل کیسے چلے گا کون سی عورت اُس میں پیش کی جائے گی، کیسے پیش کی جائے گی، کیا طریقے ہیں، شراب پیش کرنے کے کیا طریقے ہیں، گائے کا گوشت پکانے کا کیا طریقہ ہے اور خنزیر کا گوشت پکانے کا کیا طریقہ ہے، سب بتایا جا رہا ہے، کہاں سے خنزیر حاصل ہوگا اور کہاں سے گائے حاصل ہوگی، کس طرح خرید و فروخت کرنی ہے، کون سے خانساماں رکھنے ہیں کون سے نہیں رکھنے، کہاں پر عورت کو بٹھانا ہے کہاں مرد کو بٹھانا ہے، یہ تمام چیزیں پڑھی پڑھائی جا رہی ہیں لیکن اُس کے باہر لکھا ہوا ہے ﴿رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا﴾ تو یہ اللہ کے کلام کی توہین ہو رہی ہے یا نہیں ہو رہی، اللہ کے دین کا مذاق ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا ؟

نہ وہاں باپ کا اَدب سکھایا جاتا ہے نہ وہاں ماں کا اَدب سکھایا جاتا ہے، نہ چھوٹے بڑے کی تمیز سکھائی جاتی ہے نہ رِشتہ داروں کے حقوق بتائے جاتے ہیں، بس کمانا اور پیسہ برائے پیسہ تو یہ ناپا کی ہی ناپا کی، اِس کو اگر پاک کر سکتی ہے تو نیت کرے گی۔ اگر یہی علم کسی اچھے آدمی نے حاصل کیا، اِسلام

نے اِن علوم کو حاصل کرنے سے منع نہیں کیا لیکن ناچ گانا مراد نہیں ہے وہ منع ہے، جو اور علوم ہیں ڈاکٹر کا، زراعت کا، فلکیات ہیں، سائنسی علوم ہیں یہ حرام نہیں ہیں لیکن اِن کو مقصودِ اَصلی بنانا حرام ہے۔ مقصودِ اَصلی یہ علم ہے جو ہر مسلمان پر بقدرِ ضرورت سیکھنے واجب ہیں چاہے وہ عالم بنے یا نہ بنے، چاہے وہ دُنیا کے کسی میدان میں جانا چاہتا ہو لیکن دین کے علوم بقدرِ ضرورت سیکھنا اُس پر فرضِ عین ہے، نہیں سیکھے گا تو قیامت کے دِن اُس سے سوال ہوگا اور اُس کے ماں باپ سے کہ کیوں نہیں سکھایا ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ اے لوگو! جو اِیمان لائے اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم سے بچاؤ۔ کیسے بچائیں گے جہنم سے ؟ کوئی کوٹ تھوڑی پہنا جائے گا کہ کوئی لباس پہنو جس سے آگ اَثر نہ کرے وہ مراد نہیں ہے، مراد یہ ہے کہ اَنبیاء علیہم السلام نے جو علوم دیے ہیں اُس کی وجہ سے بچ سکتے ہیں وہ اِن کو سکھاؤ وہ واجبی علوم جس سے اُسے پاکی ناپاکی، حلال و حرام اور دین کے ضروری عقائد، یہ اُسے معلوم ہونے چاہئیں۔

یہ علوم اسکول و کالج میں نہیں پڑھائے جاتے یہ ہمارے مسلمانوں کا ملک ہے، تھوڑے بہت جو تھے وہ بھی آہستہ آہستہ نکال دیے گئے ختم کر دیے اور نرا کفر اور اُسے ہم مقدس سمجھ رہے ہیں، ماں صدقے واری جارہی ہے کہ میرا بچہ یہ کر رہا ہے، دادی نہال نہال ہو رہی ہے کہ میرا بچہ ڈگری لا رہا ہے اور لاکھوں روپے اُس پر برباد کر رہے ہیں، موتنے کا طریقہ نہیں آتا اور لاکھوں روپیہ برباد کر دیا، یہ پتہ نہیں اُسے کہ یہ جو قطرہ ہے یہ پاک ہے یا ناپاک، اِتنے قسم کے قطرے میرے جسم سے نکل رہے ہیں اُن میں سے کون سے کا کیا حکم ہے ؟ اُسے اپنے تن کا نہیں پتہ، جہالت کا اُس کا یہ حال ہے پھر بھی کہتا ہے کہ میں ڈگری ہولڈر ہوں، اُسے یہ نہیں پتہ کہ یہ جو میرے جسم سے رطوبتیں خارج ہو رہی ہیں، کس رطوبت کا کیا حکم ہے ؟ یہ نہیں جانتا ! اِس کے بارے میں اِتنا ہی جانتا ہے جتنا ہندو جانتا ہے جتنا سکھ جانتا ہے جتنا یہودی جانتا ہے جتنا عیسائی جانتا ہے، یہی لڑکیوں کا حال ہے وہ بھی اُتنا ہی جانتی ہیں جتنا اُس کی کلاس فیلو ایک یہودن جانتی ہیں، ایک ہندنی یا سکھنی جانتی ہے اُتنا ہی وہ جانتی ہے، جنہیں توفیق دی اللہ نے اور اُنہوں نے سکھایا اپنے بچوں کو ساتھ ساتھ یہ، وہ بچے رہے، باقی پتہ ہی نہیں۔

تو اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الایمان کے بعد کتاب العلم کو ذکر کیا اِس لیے کہ ''علم'' ہوگا تو پھر عمل ہوگا، علم سے پہلے عمل کر ہی نہیں سکتے اور اِیمان ہوگا تو علم قبول ہوگا اِیمان سے پہلے علم قبول ہی نہیں، اِس سے اِس کی اہمیت کا اَندازہ ہوگیا کہ یہ دینی درسگاہیں دینی مدارس کتنے پاکیزہ اور کتنے اہم اور کتنے مقدس ہیں، اِن کے اِس تقدس کو مسلمان نہیں جانتا لیکن کافر کو اَندازہ ہے اِن کی اہمیت کا اِس لیے اُس نے اِنہیں نشانے پر لے رکھا ہے، پوری دُنیا میں سازشیں جو سب سے زیادہ ہو رہی ہیں وہ دینی مدارس کے خلاف ہو رہی ہیں کیونکہ وہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ کارخانے ہیں لوگ یہاں سے نکلتے ہیں، یہ جو عالم آگیا اِس نے فلاں میدان میں ہمارے لیے مشکل پیدا کردی، یہ دُوسرا عالم آیا اِس نے فلاں میدان میں ہمارے لیے مشکل پیدا کردی، یہ عالم آیا فلاں میدان میں مشکلات پیدا کر رہا ہے روڑا بنا ہوا ہے، اِنہوں نے اَفریقہ میں مصیبت بنادی، اِنہوں نے اَمریکہ میں مشکل ڈال رکھی ہے، اِنہوں نے آسٹریلیا میں مشکل ڈال رکھی ہے، اَب سوچنے بیٹھ گئے یہ روڑے یہ مشکلیں اور یہ مصیبتیں آ کہاں سے رہی ہیں ؟ اَب سوچا اُس نے، سوچا، سوچا تو اُنہیں پتہ چلا کہ اوہ ! یہ تو مدرسوں سے نکل رہے ہیں تو اَب سب سے زیادہ مضبوط سازشیں دینی مدارس کے خلاف ہو رہی ہیں، سکول کالجوں سے جو (دینی تعلیمات) نکالی جا رہی ہیں وہ اِسی پروگرام کا حصہ ہیں۔

یہ اِس وقت جہنم کے گڑھے بن گئے جس میں ہم بڑے فخر سے آنکھیں میچ کر اَپنا قیمتی اَثاثہ اَولاد، پوتے پوتیاں، نواسے نواسیاں جھونکے چلے جا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں ﴿ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَارًا﴾ بچاؤ اِن کو مگر ہم ڈال رہے ہیں۔ اَولاد سے بڑھ کر متاع کیا ہوگی کسی کی کہ اُس کا بیٹا ہے بیٹی ہے پوتا ہے اُس کی پوتی ہے نواسہ ہے یا نواسی ہے اُس کو جھونک دیا جہنم میں، ایسی پٹی آنکھوں پر بندھی دُنیا کی چمک کی کہ آخرت اَوجھل ہوگئی۔

اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سب سے پہلے کتاب الایمان لائے، کتاب الایمان لاکر بتایا کہ اِیمان اور اُس کے بعد سب سے ضروری علم۔ علم کا مطلب ہے ''دینی مدارس'' کہ یہاں پر بچے کو پہلے داخل کرو، اُسے قرآن پڑھاؤ کم اَز کم ناظرہ پورا، اُسے دین کے ضروری عقائد سکھاؤ، دینی مسائل سکھاؤ

اُسے پتہ ہو کہ ختمِ نبوت کیا ہوتی ہے، نبوت شروع کہاں سے ہوئی اور تکمیل کہاں پر ہوئی ؟ اُمت کسے کہتے ہیں ؟ اُسے یہ پتہ ہونا چاہیے کہ پہلی اُمت اور اِس اُمت کا فرق کیا ہے، جب اُسے یہ پتہ ہوگا تو خود بخود اُس کو سیاہ اور سفید کا فرق محسوس ہونا شروع ہو جائے گا، اَب اُسے پتہ نہیں چلتا کہ کیا سیاہ ہے، کیا سفید ہے اِس لیے کہ سکھایا ہی نہیں اُس کو، اُسے پتہ ہو کہ اِستنجا کیسے ہوتا ہے اُسے پتہ ہو کہ سیدھے ہاتھ سے کرنا ہے یا اُلٹے ہاتھ سے کرنا ہے، اُسے پتہ ہو کہ کھانا کیسے کھایا جاتا ہے، چمچہ سے کھانا گناہ نہیں ہے لیکن ہاتھ سے کھانا زیادہ اَفضل ہے لیکن وہ ہاتھ سے کھانے میں گھن کھاتا ہے کہتا ہے کہ یہ ہاتھ گندے ہوں گے، اچھا نہیں لگتا لیکن پرلے درجے کا اَحمق ہے ! اللہ کے بندے اگر تُو اِتنا نازک اِتنا نفیس ہے تو پھر جب اِستنجا کے لیے جاتا ہے تو پھر سرجری بکس لے کر جانا چاہیے تجھے ساتھ صاف کرنے کے لیے، اور تو ہاتھ سے اِستنجا کرتا ہے جب تو اِتنا نفیس ہے یہ غذا منہ سے پیٹ میں جارہی ہے جو پاک بھی ہے جو خوشبودار بھی ہے جو قیمتی بھی ہے جو دیکھنے میں بھی اچھی لگ رہی ہے سونگھے تو سانس اور گہرا لینے کو دل چاہتا ہے، دیکھیں تو دیکھتے رہنے کو دِل چاہتا ہے پھر تو کہتا ہے کہ ہاتھ گندے ہوں گے ایسے اُنگلیوں کو بچاتا ہے جیسے کہ خدانخواستہ پاخانہ کھارہا ہے، یہ وبال ہے عیسائیوں کے پیچھے چلنے کا، یہ وبال ہے یہودیوں کے پیچھے چلنے کا۔ قرآن کہہ رہا ہے ﴿اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ﴾ یہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ اُس سے بھی بدتر، جانور بھی یہ حرکت نہیں کرتا جو ہماری اَولاد اُن کے پیچھے چل کر کر رہی ہے۔ اَب جب تُو اِتنا نفیس ہے تو اِستنجا کے لیے جاتے وقت دَستانے لے کر جانا چاہیے، وہ پہن کر اِستنجا کرے، اِتنا صاف پاک ہاتھ وہاں لگا رہا ہے اور وہاں پر یہ تمیز بھی نہیں کہ سیدھا لگانا ہے یا اُلٹا لگانا ہے۔ مدرسہ کا چھوٹا سا بچہ یا بچی ہوگی اُسے بھی پتہ ہوگا کہ اُلٹا لگانا ہے سیدھا نہیں لگانا تو پھر کون زیادہ نفیس ہو یہ ہوا یا وہ ہوا ؟ پھر پلیٹ میں یہ غذا ہے پانچ سو روپے قیمت ہوگی اور زیادہ عمدہ بناؤ ایک ہزار روپے ایک پلیٹ کی قیمت اور عمدہ دو ہزار دس ہزار روپے لیکن جب یہ نکل رہی ہے دُوسری طرف سے جا کر تو وہ دس ہزار والی پلیٹ اور پانچ سو والی پلیٹ کی کوئی قیمت نہیں، اُس کو تو اپنے دستِ مبارک سے صاف کرتا ہے اور اِس کو کہتا ہے کہ اِس کو ہاتھ نہیں لگانا، طبیعت کے خلاف ہے، تہذیب کے خلاف ہے، یہ دین

سے دُوری کا وبال ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی سنتوں سے بے زاری کی نحوست دُنیا میں ہے، آخرت میں تو بعد میں آئے گی، یہاں اللہ نے دِکھادی کہ تجھے تو ''کھانے'' اور ''گوہ'' کا فرق ہی ختم ہوگیا، یہ وبال پڑا اِس عقل کا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ چمچے سے کھانا حرام ہے، ہم بھی کھاتے ہیں چمچے سے لیکن ہاتھ سے کھانے کو برا جاننا، تہذیب کے خلاف سمجھنا اور چمچے کانٹے سے کھانے کو تہذیب سمجھنا یہ کفر کے قریب قریب ہے خطرناک ہے اِیمان کا خطرہ ہے اِس میں اگر جان بوجھ کر رہا ہے۔

یہ دینی مدرسوں کی عظمت اور کالجوں کی خرابی اِس کا فرق آج مسلمان کی آنکھوں کے سامنے سے اَوجھل ہے مگر کافروں کو پتہ ہے، وہ مدرسے کو اِس وقت اپنی بندوق کے نشانے پر لا چکے ہیں اور مسلمان اُس کا ہاتھ بٹا رہا ہے اِس کام میں، یہاں چٹائی ہے، بلڈنگ بھی اچھی نہیں، پلستر بھی نہیں ہوا ہوا، دیکھو ہمارا کالج کتنا اچھا ہے اُس کے گیٹ کے باہر چوکیدار باوردِی ہے۔ بھئی پیسہ ہے آسمان سے کوئی تھوڑ اُترا ہے چوکیدار، یہ چیزیں وہاں پیسے سے آئی ہیں، یہاں پیسہ نہیں ہے، پیسہ ہوگا تو ہوجائے گی یہاں بھی، یہ اور زیادہ اچھا ہوجائے گا جو ضروری چیزیں ہیں دُنیاوی اِعتبار سے وہ بھی ہوجائیں گی۔ لیکن اگر نہیں ہیں تو اِس میں تو قصور خود مسلمان کا ہے اِس میں قصور اِس کے اَساتذہ کا نہیں ہے، اِس اِدارے کے طلباء کا نہیں ہے، اِس اِدارے کے مدرسین کا نہیں ہے، اِس میں تو قصور مسلمانوں کا ہے۔ جتنی شکر ڈالو گے اُتنا میٹھا ہوگا۔ دیتے ہی نہیں، جب پیسہ مدرسوں کو چندے میں دیں گے تو صرف زکوۃ دیں گے، ثواب ہے اِس پر بھی، جب کھلے (اور سچے) دل سے دیں گے آپ دیکھیں ساؤتھ اَفریقہ کے دینی مدرسے، دینی اِعتبار سے بھی اُونچے ہیں دُنیاوی اِعتبار سے بھی کالج یونیورسٹیاں اُن کی چمک دمک کے آگے ماند ہیں۔

جب اِسلام اُوپر تھا عروج پر تو قرطبہ میں دینی مدرسوں کی کیا شان و شوکت تھی، آج تک اُن کی تصویریں آتی ہیں، اسپین کے مدرسوں کی تصویریں، شاہکار ہیں اُن کی تعمیرات کا۔ اِس میں تو قصور میرا نہیں ہے، اِن کا نہیں ہے، اَساتذہ کا نہیں ہے، ہمارا ہے ہمارے طبقے کا ہے، ہماری حکومتوں کا ہے، یہ تو شکر کرو کہ ایسی ٹوٹی پھوٹی کے باوجود دین زندہ کرنے کے لیے رُوکھی سوکھی کھا کر دین کی خدمت

کررہے ہیں اور آپ کی اَولادوں کا اِنتظام کررہے ہیں کہ وہ مستقبل میں کوئی ہندو نہ بن جائے، سکھ نہ بن جائے، کوئی قادیانی نہ بن جائے، یہ تو بڑے محسن ہیں، بھائی اِن کی قدر کرنی چاہیے۔

یہی سبق اِمام بخاریؒ بتارہے ہیں کہ ''اِیمان'' اور اِیمان کے بعد پھر پہلے ''علم'' پہلے مدرسہ، مدرسہ ہوگا تو پھر نماز کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو وضو کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو زکوۃ اور حج کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو جہاد کا طریقہ آئے گا، مدرسہ ہوگا تو سیاست کا طریقہ آئے گا ورنہ یہ نہیں پتہ چلے گا کہ کافر کی سیاست کیسی ہے اور مسلمانوں کی سیاست کیسی ہے۔ ''کافر کی جنگ'' اور ''مسلمان کا جہاد''۔ ''جنگ'' اور ''جہاد'' کا فرق نہیں رہے گا، بس جنگ ہے لیکن اِسلام میں جنگ نہیں جہاد ہے، جنگ کافروں میں ہے اِسلام میں جہاد ہوتا ہے۔

ایک صاحب آئے رسول اللہ ﷺ لڑائی کی تیاری فرمارہے تھے کسی محاذ پر، اُن کے دِل میں مسلمانوں کی ہمدردی تھی اِسلامی تعلیم سے متاثر ہوں گے مسلمانوں کے اَخلاق سے لیکن مسلمان نہیں تھا وہ، کافر تھا اور باقاعدہ تیار ہوکر آیا، زِرہ بند ہوکر ہتھیار لے کر کہ آپ کے ساتھ مل کر کافروں سے لڑوں گا۔ تو پوچھنے لگا کہ پہلے اِسلام لاؤں یا پہلے لڑائی میں حصہ لوں۔ سبق اُسی وقت نبی علیہ السلام نے اِنتہائی اہم سکھادیا۔ کہنے لگے کہ نہیں اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ [1] اِسلام لاؤ پھر لڑائی کرو کیونکہ ہم جنگ نہیں کرتے جہاد کرتے ہیں۔ جنگ کرنے کے لیے کوئی ضرورت نہیں ہے، چاہے ہندو ہو چاہے سکھ ہو چاہے قادیانی ہو چاہے شیعہ ہو چاہے یہودی ہو چاہے عیسائی ہو اُس کے لیے وہ جنگ ہے جہاد نہیں ہے۔ وہی ہتھیار چلا رہا ہے مسلمان ویسے ہی گردن کاٹ رہا ہے تلوار سے، مسلمان ویسے ہی اپنی گردن کٹوا رہا ہے، مسلمان ویسے ہی نیزہ چھرا چاقو چلا رہا ہے۔ اَبوبکر رضی اللہ عنہ دکھا رہے ہیں جنگی کرتب، عمرؓ، عثمانؓ دِکھا رہے ہیں، اِن کرتبوں کو جنگ نہیں جہاد کہا جائے گا کیونکہ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ اِسلام لاؤ کیونکہ اِسلام کا مطلب! پہلے علم حاصل کرو پہلے مقصد سامنے رکھو، یہ نبی علیہ السلام نے دہشت گردی اور سلامتی کا فرق بتادیا کہ کفر کی تعلیم بھی دہشت گردی ہے اور اِسلام کی تلوار بھی اَمن کی نشانی ہے، یہ فرق ہے !

---

[1] بخاری شریف کتاب الجهاد و السیر رقم الحدیث ۲۸۰۸

اِس لیے اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے کتاب العلم منعقد کیا اِس کے بعد کتاب الوضوو غیرہ لائے، غسل لائے، حیض لائے، تیمّم لائے، اِس کے بعد صلوۃ، بھئی وضو ہوگا تو نماز ہوگی، حیض سے پاک ہوگی تو نماز ہوگی، حیض سے پاک ہوگی تو روزہ ہوگا، پھر آگے چلتے چلتے اِمام بخاریؒ کتاب مناسکِ حج پھر زکوۃ لیکن علم ہوگا تو زکوۃ ہوگی، پہلے علم پھر کتاب الجہاد، علم ہوگا تو جہاد ہوگا اور نماز، روزہ، حج، زکوۃ یہ بیان فرمانے کے بعد پھر اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجہاد لائے کیونکہ یہ تو دین اُٹھ رہا ہے، جب نماز پڑھ لی، زِندہ کردی تو یہ تو اِسلام اُوپر ہو رہا ہے تو کفر چڑ رہا ہے جو زکوۃ دے رہا ہے تو اِسلام بلند ہو رہا ہے، کفر چڑ رہا ہے جتنے دین کے اُمور طے کرتے جا رہے ہیں اور عمل ہو رہا ہے، اُن کی تصویر دُنیا میں بن رہی ہے تو کفر چڑ رہا ہے، اَب چڑنے والا سرکش کفر کیا کرے گا سر پھوڑے گا۔
اِمام بخاریؒ فرما رہے ہیں پہلے فوراً علم سیکھو کتاب العلم کا پھر جہاد کا تاکہ صحیح جہاد ہو کہ تمہاری تلوار سلامتی کی تلوار بنے لہٰذا جتنے فوجی ہیں ہمارے ملک کے اُن پر لازم ہے کہ کتاب العلم بھی پڑھیں اور کتاب الجہاد کے اَبواب بھی تاکہ اُن کی بندوق جو ہے وہ اَمن اور سلامتی والی بن جائے، اُن کی گولی امن وسلامتی، اُن کا جوتا، اُن کی ورد ی، اُن کی ٹوپی، جتنی مسلمانوں کی فوجیں ساری دُنیا میں ہیں اُن پر اِسی لیے دینی تعلیم واجب ہے کیونکہ نبی علیہ السلام نے فوجی سے کہا پہلے اِیمان لاؤ پھر لڑو، علم ہوگا تو لڑے گا ورنہ بیکار ہے کیوں ؟ کیونکہ آخر میں ترازو رکھی ہے اگر میں تجھے کہوں کہ (اِیمان لانے سے پہلے) لڑلے اور تو بہترین لڑائی کرے، کافروں کو مارے، جیت جائے پھر تو مارا جائے لیکن جب وہاں آخر میں وزنِ اَعمال ہوگا تو تو فیل ہوجائے گا کیونکہ اِیمان نہیں تھا فرمایا اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ اِسلام لاؤ کیونکہ وزن ہونا ہے اور پلڑا تب حاوی ہوگا جب اِیمان ہوگا، اِسلام ہوگا، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن کو تیرے ہاتھوں نے پکڑ رکھا ہوگا تو تیرا پلڑا بھاری ہوگا ورنہ تیرا پلڑا گناہوں کا بھاری ہوجائے گا نیچے ہوجائے گا ختم ہوجائے گا۔

چنانچہ اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے جو چیز ذکر کی وہ اِیمان اور سب سے آخر میں پھر اِیمانیات پر آگئے باب الرد علی الجھمیة یہ لاکر بتایا کہ یہ آسان نہیں ہے، جب تم اِیمان

لاؤ گے وحی کے مطابق پھر تم اِس کے بعد علم حاصل کرو گے وحی کا پھر تم عمل کرو گے وحی کے مطابق تو اِس راستے میں شیر بھی بیٹھا ہے تمہیں چیر پھاڑ دے گا، دَرندہ بھی بیٹھا ہے بھیڑیا بھی بیٹھا ہے بلکہ بھیڑیا بھیڑ کی شکل میں بیٹھا ہے تو پھر باب الرد علی الجهمية اور اِس سے پہلے کتاب الفتن لا کے سمجھا دیا کہ دیکھو علم حاصل کر لیا تو اَب اِن فتنوں سے بھی بچنا اور دیکھو علم حاصل کیا تو تمہارا ہر مقام میں ہر جگہ باطل فرقوں سے ٹکراؤ ہوگا چنانچہ شروع میں ہی اُنہوں نے معتزلہ پہ رَد کیا، خوارج پہ رَد کیا، روافض پہ رَد کیا، جہمیہ پہ رَد کیا، قدریہ پہ رَد کیا، مُرجیہ پہ رَد کیا، وہی فرقے ہیں آج بھی نئے نہیں ہیں، یہ سب اِن ہی کی شاخیں ہیں نام اور ہیں، یہاں کے فتنے کو ''پرویزی'' کہتے ہیں لیکن ہے وہ ''معتزلی'' وہ اِتنا آگے بڑھا کہ معتزلی کے بارے میں تو کفر کا صریح فتوی نہیں لیکن پرویزی تو کافر ہیں اِسلام سے خارج ہیں، اِسی طرح غامدی اور بھی کئی نام ہیں ایسے بے شمار، ایک ہمارے پاکستان میں نہیں، ہندوستان، بنگلہ دیش میں، باہر دُنیا میں مختلف ناموں سے۔

اِمام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ جب یہ پڑھو گے تو ساتھ ساتھ بھیڑیا اِس شکل میں بھی آئے گا، کہیں اپنی شکل میں شیر چیتا بیٹھا ہوگا اِس سے کیسے بچنا ہے؟ وہ سکھا رہے ہیں، سکھاتے سکھاتے آخر میں پھر اِعتقادیات ذکر کیں اور بتا دیا کہ اَعمال تمہارے جب ہی وزن رکھیں گے جب عقیدہ تمہارا درست ہوگا، عقیدہ کی اہمیت بتادی کہ سب سے زیادہ محنت اور سب سے گہری نظر اپنے اِعتقادات پر رکھو، اُن کی اِصلاح کرو کیونکہ اَصل بنیاد وہی ہیں۔ اَعمال تو اِس بنیاد پر عمارت کا نام ہے، اَعمال تو عمارت ہیں، عقیدہ بنیاد ہے وہ چھپی ہوئی ہے، ایسے ہی عقیدہ چھپا ہوا ہے دِل کے اَندر۔ عقیدہ اَندر ہے اور جو ہم اَعمال کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں، ہمارے جسم پر یہ اِس بنیاد کی عمارت ہے لیکن اگر وہ بنیاد خدانخواستہ خراب نکلی اور نہ ہوئی اَندر موجود تو پھر فرمار ہے ہیں وزن ہوگا آخرت میں اِسی لیے وزنِ اَعمال اِمام بخاریؒ آخر میں لائے۔

وزنِ اَعمال کے بھی بہت سے لوگ منکر ہیں اُن کا بھی رَد کر دیا تو گویا جیسے کوئی شفیق باپ مہربان مربی چھوٹی موٹی چیز اپنی اَولاد، شاگرد کو سکھاتا ہے بتاتا ہے، اِسی طرح اللہ تعالیٰ نے اِمام بخاریؒ

سے ایسا کام کرایا جو اُن کے اپنے دماغ میں نہیں۔ اللہ کو اُن کا اِخلاص اِتنا پسند ہے کہ (اُن کے ہاتھوں) ایسی بدیع اَنوکھی ترتیب قائم فرمائی اور بتلاتے اور سکھلاتے آخر میں پھر اِعتقاد کی فکر کرتے ہیں۔ یہی ہوتا ہے دُنیا میں، پیدا ہوتا ہے بچہ، کچھ بھی نہیں آتا (لیکن سب سے پہلے کان میں) اَذان سارے اِعتقادی کلمے، سب سے پہلے اَللّٰہُ اَکْبَرْ اللہ بڑا ہے۔ کہاں ہے دِکھاؤ، نہ جسم میں دِکھا سکتے ہیں نہ ہاتھ میں دِکھا سکتے ہیں کہ اللہ بڑا ہے بس اِعتقاد ہے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دِکھاؤ کہیں بھی نہیں خارج میں مگر اِعتقاد ہے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہْ دِکھاؤ کہیں، مدرسہ دِکھا دیں گے عمارت دِکھا دیں گے عجائب گھر دِکھا دیں گے سمندر دِکھا دیں چاند دِکھا دیں سورج دِکھا دیں مگر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دِل میں ہے۔ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰہْ عقیدہ سکھایا جا رہا ہے بچے کو پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃْ یہ عمل ہوا کہ جب عقیدہ پختہ ہوگیا تو چل اَب آ نماز کو، جلدی آ نماز کو۔ اَعمال بھی ضروری ہیں درخت ہے تو درخت کے پھل بھی ہوں، چل اَب پھل اُگا حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃْ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحْ پھر غفلت آ گئی بیچ میں تو فرمایا اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ چھوڑ غفلت کو وقت ضائع مت کر نماز پڑھ، آخر میں پھر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃْ تنبیہ ہوتی ہے کہ دیکھ نماز کھڑی ہوگئی تو کہاں ہے پھر اللہ بڑا ہے اَللّٰہُ اَکْبَرْ سب چھوڑو، ہاتھ اُٹھاؤ (نماز کی نیت باندھنے کے لیے) کیوں اُٹھاؤ ؟ علماء نے کہا ہے اِس میں بھی حکمت ہے کہ یوں ہاتھ اُٹھا کر کہتا ہے کہ میں نے اپنے عمل سے اپنے بدن سے جتنی دُنیا و مافیہا کی چیزیں ہیں وہ اُٹھا کر پیچھے پھینک دیں، بادشاہ کے سامنے آ گیا اللہ کے سامنے جو ہم سب کا مالک ہے اِن ساری چیزوں کو چھوڑ کر صرف ایک اللہ کے دربار میں حاضر ہوگیا ہے۔

کافر کا بچہ پیدا ہوا، کوئی جا کے اَذان نہیں دے رہا، ہندو کا بچہ ہے، نہیں دے رہا کیونکہ وہ اِس (کافر ماں باپ) کے تابع ہے اور جب ہندو اِیمان لے آئے گا نابالغ بچہ بھی ساتھ شامل ہوگیا، تابع ہے اُس کے۔ اور بڑا ہو کر اِیمان لائے گا تو اُسے اِعتقادیات سب سے پہلے سکھائی جائیں گی، یہ نہیں کہ چل پہلے نماز پڑھ پھر کلمہ پڑھ لینا، ایسا نہیں ہے۔

ایک دفعہ ایک عیسائی ہمارے یہاں مدرسہ میں آیا اِسلام لانے کے لیے مسلمان ہونے کے

لیے، صبح نو دس بجے کا وقت، حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت آرام فرماتے تھے، اُسے بٹھا دیا، جب وہ اُٹھے گھنٹہ پون گھنٹہ لگا ہوگا تو اُٹھتے ہی میں نے اُنہیں بتایا کہ ایسے ایک آدمی باہر بیٹھا ہے اِسلام لانے کے لیے تو خفا ہوئے کہنے لگے تو نے کیوں نہیں پڑھا دیا اُسے کلمہ، یہ دیر کیوں کی ؟ اِس عرصہ میں اگر اُس کی موت آگئی خدانخواستہ تو کفر پر مر جائے گا، فرمانے لگے کہ آئندہ دیر مت کرو کسی کے لیے کہ فلاں بزرگ سے پڑھوانا ہے کیونکہ اگر موت اُس کو آگئی خدانخواستہ تو پھر اُس کی دُنیا و آخرت دونوں برباد ہوگئیں، اُسی وقت پڑھوا دو، نہ کسی اُستاد کے پاس لے جاؤ نہ شاگرد کے، کلمہ پڑھوا دو پھر اُن سے بھی ملا دو جن سے آپ کا دِل چاہتا ہے۔ لیکن پہلے اُس کو جہنم کے گڑھے کے کنارے پر جو کھڑا ہے بچاؤ۔ اگر آپ کے اُستاد کسی کنارے پر کھڑے ہوں اور پیچھے وہ اُلٹے پاؤں جا رہے ہوں اور پیچھے کھڈا ہے بہت بڑا اور آپ کہیں حضرت اَقدس مولانا فلاں فلاں تو اِتنی دیر میں وہ کھڈے میں گر جائے گا وہاں اَدب آداب گر جائیں گے، فوراً آپ کہیں گے یا پکڑ کر کھینچیں گے۔ عام حالات میں کبھی بھی نہیں کھینچیں، گے اُس وقت یوں پکڑ کر دھکا دیں گے اُستاد کو، یہی اَدب ہے اُس وقت کا۔ ہر جگہ ہر موقع کا ایک اَدب ہوتا ہے، محبت تجھ کو آدابِ محبت خود سکھا دے گی۔ جب محبت ہوگی اُستاد سے باپ سے ماں سے تو اُس کے آداب بھی آجائیں گے۔ یہاں ماں باپ کو ایسے اُٹھا کر چلنا ہے اور یہاں ایسے اُٹھا کے، یہ محبت سکھا دے گی۔ تو جب پیدا ہوا تو عقائد، جب مر رہا ہے تو (اگر چہ بہت بڑا نیک دل مر رہا ہو مگر ایسے نہیں کہیں گے کہ) بھئی مرنے دو (کلمہ وغیرہ کی کیا ضرورت مگر نہیں) تلقین اُس کو بھی کرنا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، یا جو بھی اِس کے جیسی چیزیں ہیں وہ پڑھو وہ کہلاؤ چاہے مسلمان ہے وہ، کافر ہے تو بھی کہہ سکتے ہیں اُس کو کہ بھئی اِیمان لے آ، دعوت دے سکتے ہیں آخر وقت تک، لیکن اِنسان شروع میں بھی جب پیدا ہوا تو اِعتقاد، مر رہا ہو تو اِعتقاد۔

لہٰذا اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری جب شروع کی تو گویا پیدائش ہو رہی ہے تمہاری تو اِیمان اور اِعتقاد، اِختتام ہو رہا ہے (بخاری کا تو گویا) رُخصتی ہو رہی ہے تمہاری تو اِعتقاد، یہ اِمام بخاریؒ کا اِخلاص تھا جس کی برکت سے اللہ نے اُن سے اَنوکھی اور بدیع ترتیب کا اِنعقاد کرایا۔ (باقی صفحہ ۵۸)

قسط : ۳

فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سد باب کیا ہے ؟

﴿ حضرت مولانا منیر اَحمد صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ اِسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا ﴾

قرآن وحدیث کے نام پر فرقہ واریت :

عام طور پر تأثر یہ دیا جاتا ہے کہ اِسلامی مدارس اور مساجد میں فرقہ واریت سکھائی جاتی ہے اور یہ فرقہ واریت کے مراکز ہیں۔ اِس سلسلہ میں ہم یہ وضاحت ضروری خیال کرتے ہیں کہ جن مدارس ومساجد میں کتاب وسنت کے سمجھنے کے لیے اَکابرینِ اُمت اور اُن کی تحقیقات پر اِعتماد کا درس دیا جاتا ہے یعنی رسول اللہ ﷺ نے کتاب اور سنت میں وارد ہونے والے اَحکامِ شرعیہ کی جو تشریح وتحقیق صحابہ کرامؓ کے سامنے فرمائی اور اُس پر عمل کر کے دِکھایا، صحابہ کرامؓ نے اُس تشریح وتحقیق اور عملی مشاہدہ کے مطابق کتاب وسنت کے علم وعمل کو محفوظ کیا اور سرِ مو اِس سے اِنحراف نہ کیا پھر خدا اور رسولِ خدا کی اِس عظیم مقدس معتمد علیہ جماعت نے اِس تشریحی اَمانت کو علم وعمل کی صورت میں تابعینؒ کی طرف منتقل کیا، تابعینؒ نے بھی علم وعمل کی اِس اَمانت اور وراثتِ نبوت کو جوں کا توں محفوظ رکھا اور اُسی کی علماً وعملاً تعلیم جاری رکھی، بالآخر تابعینؒ کے دور کے اَخیر میں ۱۲۱ھ سے ۱۵۰ھ کے دورانیہ میں علم وعمل کی اِس اَمانت کو مدون کر دیا گیا، بعد میں پورے تواتر وتسلسل کے ساتھ اَحکامِ شریعت اور کتاب کی یہی تحقیق وتشریح ملت اِسلامیہ میں چلتی رہی اور اِسلامی حکومتوں میں بطورِ قانون نافذ رہی پھر ہر زمانے کے نئے پیش آمدہ مسائل کو ماہرینِ شریعت یعنی مجتہدینِ اِسلام کے طے کردہ اُصولوں اور اُن کے مدّون کردہ اُس تحقیقی وتشریحی علمی ورثہ کی روشنی میں حل کیا جاتا رہا۔ پس جن مدارسِ اِسلامیہ میں کتاب وسنت کی تعلیم اُس تحقیق وتشریح کے مطابق دی جاتی ہے جو عہدِ نبوت، عہدِ تابعین اور اُس کے بعد کے اَدوار میں محفوظ رہی ہے اور وہ اُسی تحقیق وتشریح کی بنیاد پر قائم ہیں، اُسی متواتر ومتوارِث تحقیق وتشریح کو لے کر

چل رہے ہیں اور اُسی تحقیق کی حامل کتب اُن کا نصابِ درس ہیں نیز جن مدارس کے علم و تحقیق کا سلسلہ خیر القرون کے علم و تحقیق سے جڑا ہوا ہے اور جن کے علم و تحقیق کو جدیدیت کے بجائے تواتر و توارث کی سند حاصل ہے وہ مدارس ہرگز ہرگز فرقہ واریت کے مرکز نہیں ہیں اور نہ ہی وہ علماء فرقہ واریت میں ملوث ہیں۔ جو اَسلاف کی اُسی متواتر و متوارث علمی تحقیق و تشریح کے وارث و اَمین ہیں اور وہ اُس تحقیق و تشریح کے قدر دان و علم بردار ہیں جس کو تحقیقِ من یا من کی تحقیق کی سفلی نسبت کی بجائے تحقیق سلفی کی نسبت حاصل ہو اور جو تحقیق اَسلاف کی تحقیق سے متصادم ہو وہ اِس سے بیزار ہیں۔ کتاب و سنت اُن کا مقصدِ حیات ہے مگر ذہنی آوارگی اور باغیانہ ذہنی آلودگی کے ساتھ نہیں بلکہ اَسلاف کی تحقیق و تشریح کے تحت اور یہی صراطِ مستقیم ہے۔

فرقہ واریت کے مراکز وہ مدارس و مساجد اور سکول، کالج، یونیورسٹی اور سرکاری و نیم سرکاری اِدارے اور اُن کے دفاتر ہیں جن میں عہدِ نبوت، عہدِ صحابہ، عہدِ تابعین سے پورے تواتر کے ساتھ علم و عمل کی راہ سے چلنے والی کتاب و سنت کی متواتر تحقیق کو تقلیدی شرک، جہالت، رجعت پسندی، دقیانوسیت، ذہنی غلامی، تقلیدی ذہنی جمود، ملائیت، مُلّا اِزم، فرسودہ خیالات کا مکروہ عنوان دیا جاتا ہے اور اِس متواتر تحقیق پر پختگی کو بنیاد پرستی، اِنتہا پسندی، تنگ ظرفی، ضد اور تعصب کہا جاتا ہے اور تاریخ اِسلام کے تابناک ماضی، سنہری دور یعنی زمانہ خیر القرون کو دورِ تاریکی اور جہالتِ ثانیہ کے اپنے اِس تاریک دور کو علم و روشنی کا دور قرار دے کر اَسلاف کی تحقیقات و تشریحات سے نفرت و بیزاری اور سرکشی و بغاوت کا ذہن پیدا کر کے اِس حد تک باغیانہ، متکبرانہ اور گستاخانہ ذہن اور اَندازِ فکر پیدا کیا جاتا ہے اور اِس قدر خود رائی، اَنانیت اور غرور و تکبر بھر دیا جاتا ہے کہ پھر ایسے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمیت بڑے بڑے محققین، علماءِ سلف، ماہرینِ شریعت اِن کو اپنے مقابلہ میں ہیچ نظر آتے ہیں، اِس لیے وہ اِن پر اعتماد کرنے کی بجائے اِن کی کامل تحقیق کو اپنی ناقص جاہلانہ، طفلانہ بلکہ مجنونانہ تحقیق کی کسوٹی پر پرکھنا اور پرکھ کر اُن کے علم و تحقیق پر تنقید و نکتہ چینی کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے ہیں اور ایسی تربیت کرنے والے اَساتذہ کا وہ پروردہ بیٹا اور پالتو پٹھا بڑا ہی باکمال متصور ہوتا ہے جو ماہرینِ شریعت یعنی فقہاءِ اُمت اور

مجتہدین اِسلام کی پگڑیاں اُچھالنے میں دلیر ہوا اور اُن کی صحیح تحقیقات وتشریحات کو رَد کرکے اُن کے مقابلہ میں اپنے جاہلانہ اِجتہادات اور اپنی خواہشاتی تحقیقات کو پُرفریب وپُرکشش عنوانات کے ساتھ عوام کو دھوکہ دینے کا ماہر ہو، اور یہ جو ہر جس میں جتنا زیادہ ہو وہ اُن کی نظر میں اُتنا زیادہ اِنعام واِکرام کا مستحق ہوتا ہے اور وہ اُتنا بڑا محقق شمار ہوتا ہے، تقریباً ہر کالج ویونیورسٹی میں اِس قسم کے جدید یے کسی نہ کسی رنگ میں موجود ہیں جو ایک خاص اَنداز سے اپنی جدید تحقیقات کے پردہ میں فرقہ واریت کا تعفن پھیلا رہے ہیں۔

راقم الحروف چند سال قبل گلگشت ملتان کی ایک مسجد میں اِمامت و خطابت کے فرائض سراَنجام دیتا تھا، مسجد کے نمازیوں میں ایک خوش بخت نوجوان بھی تھا جو ہر نماز میں اَذان ہوتے ہی مسجد میں پہنچ جاتا اور جماعت کے وقت تک نوافل اور تلاوت میں مشغول رہتا، اُس نوجوان پر مسجد کے سارے نمازی بڑے خوش تھے، اپنے بچوں کو نماز وتلاوت کا شوق دِلانے کے لیے اُس نوجوان کو بطورِ نمونہ پیش کرتے لیکن ہوا یہ کہ وہ نوجوان رفتہ رفتہ سُست ہوتا چلا گیا حتی کہ کچھ دِنوں کے بعد مسجد سے بالکل غائب ہوگیا۔ اُس نوجوان کا گھر تو مجھے معلوم نہ تھا تاہم اُس کی جستجو میں رہا، آخر ایک دِن سڑک پر کرکٹ کھیلتا ہوا نظر آ گیا، میں اُس کے قریب ہوا علیک سلیک کے بعد میں نے پوچھا بیٹا آپ تو ہمارے پختہ نمازی تھے خیر تو ہے آپ کئی دِنوں سے مسجد میں نہیں آرہے۔ اُس نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا ''جی بہت نمازیں پڑھ لیں''، میں یہ جواب سن کر بہت پریشان ہو گیا کہ اِتنا نیک صالح بچہ اور پختہ نمازی اِس کا دِل نماز سے کیوں اُچاٹ ہوگیا اور اِس کے دل سے نماز کی محبت واہمیت کیوں نکل گئی ؟ میں نے اُس سے بات کرنا چاہی تو اُس نے بات کرنا گوارا نہ کیا، آخر میں نے اُسے کہا بیٹا یا تو آپ کسی وقت میرے پاس آئیں یا مجھے بتا دیں میں آپ کے پاس آجاؤں گا، وجہ تو بتا دیں کہ آپ نے نماز کیوں چھوڑ دی، اگر آپ کو کوئی نماز کے بارے میں شک وشبہہ ہے تو میں ہر ممکن اُس کو دُور کرنے کی کوشش کروں گا مگر وہ اِس کے لیے آمادہ نہ ہوا اور یہ کہہ کر چلا گیا کہ ''میں کسی مولوی کی بات سننے کے لیے تیار نہیں، میں نے مولویوں کی بہت باتیں سنی ہیں'' میں نے مسجد میں اِس نوجوان کی بگڑی ہوئی

حالت کو ذکر کیا تو پتہ چلا کہ یہ طالب علم کسی دُوسرے شہر کا رہائشی ہے، یہاں اِس نے کالج میں داخلہ لیا ہے اور ایک کمیونسٹ پروفیسر صاحب اِس کو مفت ٹیوشن پڑھاتے ہیں ۔فرقہ واریت کا کردار اِس پروفیسر کی تربیت کا نتیجہ ہے اور یہ بھی پتہ چلا کہ مذکورہ پروفیسر کئی نوجوانوں کو اِسلام اور علماءِ اِسلام سے بدظن کر کے گمراہ کر چکا ہے۔

بہاولپور میں پروفیسر عبداللہ صاحب گزرے ہیں وہ فرقہ واریت پیدا کرنے کی ایک مشین تھی موصوف سرکاری ملازم ہونے کے باوجود فرقہ واریت پر مبنی تبلیغی دورے کرتے ،فرقہ وارانہ تقریریں کرتے اور مناظرے کرتے ،فرقہ واریت کے شاہکار مختلف رسالے لکھتے اور چھپوا کر مفت تقسیم کرتے لیکن اپنی ملازمت کے تحفظ کے لیے نام ظاہر نہ کرتے لیکن اُن کی وفات کے بعد پروفیسر عبدالغفار صاحب نے اُن سب رسائل کا مجموعہ پروفیسر عبداللہ کے نام سے شائع کیا ہے نیز وہ اپنی کلاس میں فرقہ وارانہ مسائل پر کھل کر طلباء کی ذہن سازی کرتے ۔مزید فرقہ پھیلانے اور طلباء میں فرقہ واریت کا زہر بھرنے کے لیے موصوف نے ایک پرائیویٹ عبداللہ ہال بنا رکھا تھا جہاں کالج کے طلباء کو اپنے پاس رکھ کر اُن کو فرقہ واریت کے لیے تیار کرتے چنانچہ موصوف کے شاگرد جہاں جہاں پہنچے ہوئے ہیں وہ وہاں اپنے اُستاذ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اِسی طرح فرقہ واریت پھیلا رہے ہیں۔

سکول ،کالج، یونیورسٹی اور دیگر سرکاری اِداروں میں فرقہ واریت پھیلانے کے سینکڑوں واقعات ہیں اگر وہ سب لکھے جائیں تو داستان طویل ہو جائے گی پس وہ جدید محققین جو ایک طرف فرقہ واریت کی مذمت کرتے ہیں اور علماء کو فرقہ واریت کے حوالہ سے بدنام کرتے ہیں، بدنام کر کے اپنی محفلوں کی رونق بڑھاتے ہیں تو دُوسری طرف کتاب وسنت کی جدید تشریح کر کے فرقہ واریت پھیلاتے ہیں ۔اِن کی حالت اُس بڑھیا جیسی ہے جس نے باز کو دیکھ کر بڑا ترس کھایا تھا،اُس نے کہا اِس کی چونچ ٹیڑھی ہے بیچارہ کھاتا کیسے ہوگا ؟ یہ کہا اور باز کی چونچ کاٹ دی۔پھر دیکھا کہ باز کے پَر بڑھے ہوئے ہیں بڑھیا کہنے لگی بڑے اَفسوس کی بات ہے آج تک کسی نے اِس کی حجامت بھی نہیں بنائی، یہ کہہ کر اُس کے پَر کاٹ ڈالے۔(باقی صفحہ ۵۱) ✿ ✿ ✿

قسط : ۳

اِسلامی معاشرت

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

نکاح کرتے وقت کن باتوں کا خیال رہے ؟

شریعت کی نظر میں نکاح زندگی کی رفاقت کا ایک پختہ عہد ہے جو اُسی وقت کامیابی کے ساتھ اَنجام پا سکتا ہے جبکہ دونوں عہد کرنے والے فریقوں (زَن وشوہر) کے درمیان اُنس ومحبت پیدا کرنے کے اَسباب کامل طور پر پائے جائیں اور دونوں ایک دُوسرے کے حقوق کا پورا پورا خیال رکھیں چنانچہ شریعت نے اِس مقصد کے حصول کے لیے بھی بہت واضح ہدایتیں دی ہیں مثلاً :

الف : نکاح کرتے وقت دونوں جانب دینداری کا لحاظ رکھا جائے اِس لیے کہ دین ہی ایسی چیز ہے جو اِنسان کو حقوق کی اَدائیگی پر پوری طرح آمادہ کر سکتی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''عورت سے چار وجہوں سے نکاح کیا جاتا ہے: اُس کے مال، حسب ونسب، حسن وجمال اور دینداری کی وجہ سے، مگر تم دینداری کو ملحوظ رکھا کرو۔'' (مشکوة ۲/۲۶)

نیز آنحضرت ﷺ نے فرمایا :

''دُنیا سب کی سب تھوڑے عرصہ کا سامان ہے اور دُنیا کا بہترین سامان نیک (دیندار) بیوی ہے۔'' (مشکوة شریف ۲/۲۶)

اِسی طرح آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا :

''مومن نے تقویٰ کے بعد کوئی بھلائی نیک بیوی سے بڑھ کر حاصل نہیں کی، جس کی صفت یہ ہے کہ جب وہ اُسے کوئی حکم دے تو اُس کی اِطاعت کرے، جب وہ اُس

کی طرف دیکھے تو اُسے خوش کردے، جب اُس پر کوئی قسم کھائے تو اُسے پورا کردے اور اگر اُس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور اُس کے مال میں خیانت نہ کرے۔'' (مشکوة شریف ۲/۲۶۸)

اِسی طرح لڑکوں میں بھی اِسی صفت کو اَوّلین اہمیت دی جائے، محض حسب ونسب اور مال ودولت کو نہ دیکھا جائے۔ آنحضرت ﷺ کا اِرشاد گرامی ہے :

''اگر کوئی تمہارے پاس ایسا شخص رشتہ لے کر آئے جس کی دینداری اور اَخلاق تم کو پسند ہوں تو (اپنی لڑکی وغیرہ) اُس سے بیاہ دو، اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد پیدا ہو جائے گا۔ (مشکوة شریف ۲/۲۶۷)

حاصل یہ ہے کہ خوشگوار اَزدواجی زندگی گزارنے اور اپنی نسل میں دینی جذبات برقرار رکھنے کے لیے گھروں میں دینی ماحول پیدا کرنے کا خاص خیال رکھا جائے۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

بقیہ : فرقہ واریت کیا ہے، کیوں ہے اور سدباب کیا ہے ؟

پھر جو نظر پڑھی باز کے پنجوں پر تو آب دیدہ ہو کر کہنے لگی اَفسوس اِس کے ناخن اِتنے بڑھے ہوئے ہیں یہ تو اپنے آپ کو زخمی کر لیتا ہوگا کسی نے اِس بیچارے کے ناخن بھی نہیں کاٹے یہ کہا اور باز کے ناخن بھی کاٹ کر رکھ دیے۔ اِس اَحمقانہ اور جاہلانہ خیر خواہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ پرندوں کا یہ بادشاہ عقابی نگاہوں کا مالک فلک بوس اُڑان اُڑنے والا شہباز اَب ایک مردہ کی طرح چڑیوں اور چیونٹیوں کے سامنے بے بس پڑا ہے۔ آج یہ جدید یے یعنی جدید محققین اور اِسلام کے جدید شارحین کتاب وسنت اور دین اِسلام کے ساتھ ایسی ہی ہمدردی وخیر خواہی کر رہے ہیں، یہ لوگ مذکورہ بالا نظریاتِ باطلہ میں سے کسی نہ کسی باطل نظریہ کے داعی بن کر فرقہ واریت کو ختم کرنے کا دعوی کر کے مزید فرقے اور فرقہ واریت پیدا کر رہے ہیں۔ (جاری ہے)

۞ ۞ ۞

قسط : ۳

اربعین حدیثا فی فضل سورة الاخلاص

فضائل سورۂ اِخلاص

﴿ الشیخ محمد یوسف بن عبداللہ الارمیونیؒ ، مترجم مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب ﴾

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (م:۹۱۱ھ) کے شاگرد حضرت علامہ یوسف بن عبداللہ بن سعید الحسینی الارمیونی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۹۵۸ھ) کی تصنیف ''اربعین حدیثا فی فضل سورة الاخلاص'' جو سورۂ اِخلاص کی فضیلت پر چالیس اَحادیث نبویہ پر مشتمل ہے، اِس کا اُردو ترجمہ جامعہ مدنیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ھ) کے فرزندِ اَرجمند حضرت مولانا قاری عبدالحفیظ صاحب نے کیا ہے جس کی اِفادیت کے پیشِ نظر اِسے نذرِ قارئین کیا جارہا ہے۔ (اِدارہ)

اہلِ قبور کے لیے پڑھ کر ثواب کرنے کی فضیلت :

(۱۱) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ مَرَّ عَلَی الْمَقَابِرِ وَقَرَأَ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ ثُمَّ وَھَبَ اَجْرَہٗ لِلْاَمْوَاتِ اُعْطِیَ مِنَ الْاَجْرِ بِعَدَدِ الْاَمْوَاتِ . (جمع الجوامع للسیوطیؒ ج ۱ ص ۸۳۷)

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو شخص قبرستان پر سے گزرے اور ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ﴾ پڑھ کر تمام قبرستان والوں کو بخش دے تو اُسے مُردوں کی تعداد کے برابر اَجر وثواب دیا جائے گا۔''

فجر کی نماز کے بعد پڑھنے کی فضیلت :

(۱۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ قَرَأَ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ اِثْنَتَیْ عَشْرَۃَ مَرَّۃً بَعْدَ صَلَاۃِ الْفَجْرِ فَکَاَنَّمَا قَرَأَ الْقُرْآنَ اَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَکَانَ مِنْ اَفْضَلِ اَھْلِ الْاَرْضِ یَوْمَئِذٍ اِذَا اتَّقٰی . (معجم الصغیر لطبرانی ج ۱ ص ۶۳ ، شعب الایمان للبیھقی ۲۲۹۸)

''حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس کسی نے فجر کی نماز کے بعد بارہ مرتبہ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ پڑھی تو گویا اُس نے پورا قرآن چار مرتبہ پڑھا اور اگر اُس نے گناہوں سے پرہیز کیا تو وہ اُس دِن رُوئے زمین کے اَفضل ترین لوگوں میں شمار ہوگا۔''

(۱۳) عَنْ خَالِدِ بْنِ زَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ مَنْ صَلَّی الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَۃٍ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرَیْنِ فِی الْجَنَّۃِ لَا فَصْلَ بَیْنَھُمَا وَلَا وَصَمَ . (جمع الجوامع ج ۱ ص ۷۹۶)

''حضرت خالد بن زید اَنصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص نے مغرب اور عشاء کے درمیان بیس رکعات اِس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں الحمد للہ اور ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ کو پڑھا تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے جنت میں بے عیب اور بے جوڑ دو محل بنائیں گے۔''

رات کو سوتے وقت پڑھنے کی فضیلت :

(۱۴) عَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ ''مَنْ قَرَأَ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ عِنْدَ نَوْمِہٖ ثَلَاثِیْنَ مَرَّۃً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ اَلْفَ قَصْرٍ فِی الْجَنَّۃِ وَمَنْ قَرَأَھَا مِأَتَیْ مَرَّۃً اَنْزَلَہُ اللّٰہُ مَنْزِلًا یَرْضَاہُ وَاَیُّمَا بَیْتٍ قُرِیٔ فِیْہِ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ نَفَعَ اللّٰہُ بِہٖ صَاحِبَہٗ وَنَفَعَ جِیْرَانَہٗ . (رواہ عبدالمجید فی امالیہ)

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص نے سوتے وقت ۳۰ مرتبہ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک ہزار محل جنت میں بنائیں گے اور جس کسی نے دوسو مرتبہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ اُسے ایسا درجہ عطا فرمائیں گے جس سے وہ راضی وخوش ہوجائے گا اور جس گھر میں ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ پڑھی جائے تو اُن گھر والوں کے ساتھ ساتھ پڑوسیوں کو بھی نفع ہوگا۔''

نمازِ عشاء کے بعد پڑھنے کی فضیلت :

(۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ " مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْعِشَاءِ رَکْعَتَیْنِ یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ خَمْسَ عَشَرَةَ مَرَّةً بَنَی اللّٰہُ لَہٗ قَصْرَیْنِ فِی الْجَنَّةِ ." (تفسیر دُر منثور ج ۶ ص ۴۵۱)

''حضرت اِبن عباس؄ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جو شخص عشاء کی نماز کے بعد دو رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ پندرہ بار پڑھے تو اُس کے لیے اللہ تعالیٰ جنت میں دو محل بنائیں گے۔''

نمازِ مغرب کے بعد پڑھنے کی فضیلت :

(۱۶) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ "مَنْ صَلّٰی بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ اِثْنَتَیْ عَشَرَةَ رَکْعَةً یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ رَکْعَةٍ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ اَرْبَعِیْنَ مَرَّةً صَافَحَتْہُ الْمَلٰئِکَةُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ." (جمع الجوامع ج ۱ ص ۷۹۶)

''حضرت اَنس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا جس شخص نے مغرب کے بعد بارہ رکعتیں اِس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں چالیس مرتبہ ﴿ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ﴾ پڑھی تو قیامت کے دِن ملائکہ اُسے مصافحہ کریں گے۔''

شبِ براءت میں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

حضورِ اَنور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے شعبان کی اِس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے ؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اِس رات میں سب بندوں کے (سارے سال کے) اَعمال اُٹھائے جاتے ہیں اور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے۔'' (بیہقی)

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔

(۲) قبرستان جانا اور مسلمان مردوزَن کے لیے اِیصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔

(۳) اَگلے دِن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

☆ اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ اَدا کریں، ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔

☆ حضور علیہ السلام اکیلے قبرستان گئے تھے اِس لیے اکیلے جائیں اور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں، عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔

☆ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دِن کے روزے رکھیں اِنہیں '' اَیَّامِ بِیْض '' کہتے ہیں اور اِن دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

☆ اِس شب میں (بطورِ خاص اور باقی اَیام میں) آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت

گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا، مساجد اور گھروں میں غیر ضروری چراغاں سے بچا جائے اِسکا بھی سخت گناہ ہے کیونکہ اَوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دُوسرے اِس میں فضول خرچی ہے۔

☆ بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شوروغوغا کرتے ہیں اِس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے، بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

شبِ براءت کی مسنون دُعا :

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ اَکرم ﷺ کو میں نے شبِ براءت سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآ اُحْصِىْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ.

اے اللہ ! میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے عفو وکرم کے صدقے آپ کی سزا سے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی رضا کے صدقے آپ کی ناراضگی سے اور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے صدقے آپ کی پکڑ سے، آپ کی ذات بزرگی والی ہے، میں آپ کی تعریف کا حق اَدا نہیں کرسکتا، آپ تو ایسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کرلو اور دُوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں۔'' (ماثبت بالسنۃ ص۱۷۳) ۞ ۞ ۞

رمضان المبارک کی آمد پر سرکارِ دو عالم ﷺ کا خطبہ اِستقبالیہ

❁ ❁ ❁

''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے مہینہ کی آخری تاریخ کو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک خطبہ دیا اِس میں آپ ﷺ نے فرمایا ''اے لوگو ! تم پر ایک عظمت اور برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے اِس مبارک مہینے میں ایک رات (شبِ قدر) ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اِس مہینے کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کیے ہیں اور اِس کی راتوں میں بارگاہِ خداوندی میں کھڑے ہونے (یعنی تراویح پڑھنے) کو نفل عبادت مقرر کیا ہے (جس کا بہت بڑا ثواب رکھا ہے) جو شخص اِس مہینے میں اللہ کی رضا اور اُس کا قرب حاصل کرنے کے لیے کوئی غیر فرض عبادت (یعنی سنت یا نفل) اَدا کرے گا تو اُس کو دُوسرے زمانے کے فرضوں کے برابر اُس کا ثواب ملے گا اور اِس مہینے میں فرض اَدا کرنے کا ثواب دُوسرے زمانے کے ستر فرضوں کے برابر ملے گا۔

یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ ہمدردی اور غمخواری کا مہینہ ہے اور یہی وہ مہینہ ہے جس میں مومن بندوں کے رزق میں اِضافہ کیا جاتا ہے، جس نے اِس مہینے میں کسی روزہ دار کو (اللہ کی رضا اور ثواب حاصل کرنے کے لیے) اِفطار کرایا تو یہ اُس کے لیے گناہوں کی مغفرت اور دوزخ کی آگ سے آزادی کا ذریعہ ہوگا اور اُس کو روزہ دار کے برابر ثواب دیا جائے گا بغیر اِس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جائے۔ آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ''یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر ایک کو تو اِفطار کرانے کا سامان میسر نہیں ہوتا تو (کیا غریب لوگ اِس عظیم ثواب سے محروم رہیں گے؟)'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اُس شخص کو بھی دے گا جو ایک کھجور یا دُودھ کی تھوڑی سی لسی پر یا صرف پانی ہی کے

ایک گھونٹ پر کسی روزہ دار کا روزہ اِفطار کرادے۔

(اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اِس مبارک مہینہ کا پہلا حصہ رحمت ہے، درمیانی حصہ مغفرت ہے اور آخری حصہ دوزخ کی آگ سے آزادی ہے۔

(اِس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا) اور جو آدمی اِس مہینے میں اپنے غلام و خادم کے کام میں ہلکا پن اور کمی کردے گا اللہ تعالیٰ اُس کی مغفرت فرمادے گا اور اُس کو دوزخ سے رہائی اور آزادی دے گا۔

اور اِس مہینہ میں چار چیزوں کی کثرت رکھا کرو جن میں سے دو چیزیں ایسی ہیں کہ تم اِن کے ذریعہ سے اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اور دو چیزیں ایسی ہیں جن سے تم کبھی بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ پہلی دو چیزیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو وہ کلمہ طیبہ اور اِستغفار کی کثرت ہے۔ اور دُوسری دو چیزیں یہ ہیں کہ جنت کا سوال کرو اور دوزخ سے پناہ مانگو۔

اور جو کوئی کسی روزہ دار کو پانی سے سیراب کرے گا اُس کو اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) میرے حوضِ (کوثر) سے ایسا سیراب کرے گا جس کے بعد اُس کو کبھی پیاس ہی نہیں لگے گی یہاں تک کہ وہ جنت میں پہنچ جائے گا۔ (بیہقی، ترغیب و ترہیب)

✿ ✿ ✿

بقیہ : ''علم'' مقدم ہے ''عمل'' پر

اللہ تعالیٰ ہمیں اِن حضرات کی برکات عطا فرمائے اور اُن کے طفیل ہماری دُنیا بھی سنوار دے آخرت بھی سنوار دے، ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے، ہمارا خاتمہ اِیمان پر فرمائے اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔ واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین.

حاصلِ مطالعہ

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

۞ ۞ ۞

بے علمی کے باوجود بڑے بڑے الفاظ بولنے کا نتیجہ :

حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی تھانوی رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں :

''بعض لوگوں کو بڑے بڑے شستہ اَلفاظ بولنے کا شوق ہوتا ہے مگر بوجہ علم نہ ہونے کے موقع اور محل کی تمیز نہیں ہوتی، اِس پر فرمایا کہ

☆ ایک صاحب ہیں یہاں کے رہنے والے اُن کو پُر شوکت اَلفاظ بولنے کا بہت شوق ہے، ایک جگہ بسبیلِ گفتگو کہنے لگے کہ فلاں معاملہ میں، میں بھی ''ثالث بالخیر'' تھا، ایک صاحبِ علم نے فرمایا کہ صاحبزادے سوچ سمجھ کر بولا کرتے ہیں، ''ثالث بالخیر'' اِصطلاح میں ''ولد الزنا'' کو کہتے ہیں۔

☆ ایک دُوسرے صاحب کا واقعہ ہے کہ ایک جگہ تعزیت میں گئے کسی کے بیٹے کا اِنتقال ہوگیا تھا اور لوگ بھی تعزیت کے لیے آئے ہوئے تھے، اُن میں سے کسی صاحب نے تعزیت فرماتے ہوئے کہا کہ حق تعالیٰ آپ کو اِس کا نعم البدل عطا فرمائیں، یہ صاحب بھی سن رہے تھے بس اُن کو ایک بات ہاتھ آگئی کہ جہاں تعزیت میں جایا کرتے ہیں یہ بھی کہا کرتے ہیں، ایک جگہ اِتفاق سے ایک صاحب کے باپ کا اِنتقال ہوگیا تھا یہ تعزیت کے لیے پہنچے، کہتے ہیں حق تعالیٰ آپ کو اِس کا نعم البدل عطا فرمائیں، اِس کے یہ معنٰی ہوئے کہ آپ کی اَماں دُوسرا خصم کرے، کس قدر اُس شخص کو ناگوار ہوا ہوگا ؟

☆ ایک ہندو رئیس کے باپ کا اِنتقال ہوا، ایک دُوسرے ہندو صاحب تعزیت کو گئے جا کر تعزیت کی اور اُس میں یہ اَلفاظ کہے کہ خدا کرے آپ اپنے والد صاحب کے قدم بہ قدم ہوں اور ضرور ہوں گے کیونکہ عاقبت گُرگ زادہ گُرگ شود (بھیڑیے کا بچہ بھیڑیا ہی ہوتا ہے)۔(اِفاضات یومیہ مشمولہ ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۸۴)

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

یکم رجب بروز جمعرات صبح دس بجے شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کشمیر ضلع باغ کے سفر پر روانہ ہوئے اور بحمد اللہ بخیریت و عافیت رات نو بجے حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہ کی رہائش گاہ پر قیام فرمایا۔ اَگلے دِن ۲؍رجب کو مرکزی جامع مسجد میں نمازِ جمعہ کے لیے تشریف لے گئے اور خطبہ اِرشاد فرمایا جمعہ کے وعظ میں آپ نے آیت ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ کے ذیل میں مفصل بیان فرمایا۔ بعد اَز جمعہ فاضلِ جامعہ مولانا عبدالکبیر صاحب کی دعوت پر بیس بگلہ غنی آباد تشریف لے گئے۔ طعام اور قیام بھی غنی آباد میں فرمایا، دورانِ طعام حاجی رحمت اللہ صاحب اور مولانا محمد اَفضل صاحب حضرت سے ملاقات کے لیے تشریف لائے۔

اَگلی صبح ۳؍رجب کو مدرسہ تعلیم القرآن للبنات غنی آباد میں بخاری شریف کے آخری سبق کا درس دیا، خطاب کے دوران آپ نے علم کی اہمیت فوائد اور برکات پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ بعد نمازِ ظہر ملوٹ میں منعقدہ صوفیاء اِصلاحی و تبلیغی اِجتماع اور ختمِ بخاری للبنات میں شرکت کے لیے ملوٹ روانہ ہوئے۔ حضرت اَقدس نے اپنے قیمتی مواعظ میں علم کی اہمیت اور دَورِ جدید میں دینی مدارس کی اہمیت پر خطاب فرمایا۔ حضرت مولانا اَمین الحق صاحب مدظلہٗ کے اِصرار پر ضلع باغ میں جامعہ تعلیم القرآن تشریف لے گئے اور مولانا کی خواہش کا اِحترام کرتے ہوئے علماءِ کرام میں بعد نمازِ عشاء بیان فرمایا۔ رات کے قیام کا اِنتظام بھی جامعہ ہی میں کیا گیا تھا۔

اَگلی صبح ۵؍رجب بروز پیر ''نعمان پور'' مدرسہ حسنین للبنین میں مولانا عبدالشکور صاحب مدظلہم کے ختمِ بخاری شریف کے پروگرام میں شرکت فرمائی اور مختصر بیان میں موجودہ دور کے علمی تقاضوں کی طرف طلباءِ کرام کی توجہ مرکوز فرمائی۔ اِس کے بعد مولانا عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ کے مدرسہ

میں ختمِ بخاری شریف کے سلسلے میں آخری حدیثِ مبارکہ کا درس دیا۔ بعد اَزاں ڈھائی بجے حضرت اَقدس نے سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری مدظلہٗ اور دُوسرے حضرات سے اِجازت چاہی اور لاہور کے لیے روانہ ہوئے، اَگلی صبح بخیریت و عافیت گھر پہنچ گئے، والحمدللہ۔

۸؍مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری اِلیاس صاحب کی دعوت پر ختمِ بخاری للبنات کے اِختتامی پروگرام میں شرکت کے لیے اَصحابِ بدر رائیونڈ بائی پاس تشریف لے گئے

۱۰؍مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب الضحی اِسلامک اِنسٹیٹیوٹ کی دعوت پر ختمِ بخاری للبنات کی آخری حدیث کا درس دینے کے لیے ٹاؤن شپ تشریف لے گئے۔

۱۰؍مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، حضرت مولانا عبدالشکور صاحب حقانی کی دعوت پر ''سیّدنا اِمامِ اَعظمؒ کی سیاسی زندگی'' کے موضوع پر منعقدہ تقریب میں شرکت کے لیے ہمدرہال لاہور تشریف لے گئے۔

۱۲؍مئی کو بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب، مولانا محمود صاحب کی دعوت پر گوجرانوالہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے جامع مسجد قباء میں عظمتِ قرآن پر تفصیلی بیان فرمایا۔

۱۵؍مئی کو بعد نمازِ عشاء شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بھائی جہانزیب صاحب کی دعوت پر سروسز ہسپتال کے ڈاکٹرز ہاسٹل میں تشریف لے گئے جہاں آپ نے ختمِ بخاری کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۲۹؍جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ/ ۳۰؍اپریل ۲۰۱۴ء بروز بدھ جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب تکمیلِ بخاری شریف منعقد ہوئی اِس مختصر تقریب کا آغاز تلاوتِ کلام اللہ سے ہوا، بعد اَزاں شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اور دُعا کے بعد فضلاء کی دَستار بندی فرمائی۔

جامعہ مدنیہ جدید میں رجب المرجب کے پہلے ہفتہ میں سالانہ اِمتحانات منعقد ہوئے۔

۱۸؍مئی کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب صبح ساڑھے نو بجے جامعہ مدنیہ جدید

سے پشاور کے لیے روانہ ہوئے اور تقریبًا ساڑھے چار بجے حیات آباد میں جناب خالد خان صاحب کی رہائش گاہ پہنچے اور وہیں حسبِ سابق قیام فرمایا۔

۱۹؍ مئی کو صبح ناشتہ کے بعد جامعہ کے طالب علم مولانا دین محمد صاحب کے ساتھ جامعہ علوم القرآن والسنة نمک منڈی میں گیارہ بجے پہنچے جہاں آپ نے علماء وطلباء سے خطاب فرمایا اور فارغ التحصیل طلباء کی دستار بندی بھی فرمائی اور وہیں نمازِ ظہر اَدا کی پھر وہاں سے تین بجے کے بعد خالد صاحب کے ہمراہ اُن کے آبائی گاؤں لنڈیواہ لکی مروت کے لیے روانہ ہوئے اور ساڑھے سات بجے حاجی اَمان اللہ خان صاحب مدظلہم کی رہائش گاہ پہنچے اور وہیں رات کا قیام فرمایا۔

اگلے روز ۲۰؍ مئی کو صبح ناشتے کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے فضلاء مولانا عبدالستا صاحب اور مولانا عبدالجبار صاحب کی دعوت پر اُن کے مدرسہ منہاج العلوم ڈومیل کے لیے روانہ ہوئے اور گیارہ بجے وہاں پہنچے جہاں حضرت کا پر تپاک اِستقبال کیا گیا یہاں حضرت صاحب نے خطاب فرمایا اور چودہ حفاظِ کرام کی رُومال پوشی کے بعد اِختتامی دُعا فرمائی۔ یہاں سے فراغت کے بعد جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا فرید اللہ صاحب کے اِصرار پر اُن کے گاؤں تل عمرزئی کے لیے اَڑھائی بجے روانہ ہوئے اور ساڑھے تین بجے وہاں پہنچے اور ایک تقریب میں اَمن اور بھائی چارے کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ اِس کے بعد تقریبًا چار بجے کے بعد روانہ ہوئے اور پانچ بجے تبلیغی مرکز لکی مروت پہنچے اور وہاں بیان فرمایا اور آخر میں دُعا بھی فرمائی۔ اِس کے بعد جامعہ خالد بن ولیدؓ اور جامعہ خدیجہ الکبریٰؓ کے اَساتذہ کے اِصرار پر مچن خیل تشریف لے گئے اور جامعہ خالد بن ولیدؓ میں دونوں مدارس کے لیے دُعا فرمائی اور نمازِ عصر اَدا کی اور پھر اِجازت چاہی اور خوشاب کے لیے روانہ ہوگئے اور تقریبًا رات بارہ بجے قاری سعید اَحمد صاحب دامت برکاتہم کی قیام گاہ پہنچے اور حسبِ سابق وہیں قیام فرمایا۔

اگلے روز ۲۱؍ مئی کو ناشتہ کے بعد تقریبًا دس بجے اِجازت طلب کی اور بھائی رضوان صاحب کے اِصرار پر اُن کے گھر دُعا کے لیے تشریف لے گئے وہاں دُعا فرمائی اور ساڑھے دس بجے واپس لاہور کے لیے روانہ ہوئے، دوپہر تقریبًا اَڑھائی بجے بخیریت وعافیت جامعہ مدنیہ جدید پہنچ گئے، والحمدللہ۔

۲۴؍رجب المرجب ۱۴۳۵ھ/۲۴؍مئی ۲۰۱۴ء کو اِمتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوئے جس میں جامعہ کے کل 176 طلباء نے شرکت کی۔

❁ ❁ ❁

وفیات

۱۸؍مئی کو جامعہ مدنیہ جدید کے فاضل مولانا سعد کلیم صاحب کی نانی صاحبہ لاہور میں وفات پاگئیں۔

۲۴؍مئی کو شیخ محمد یوسف صاحب کی والدہ محترمہ طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اَعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبرِ جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

❁ ❁ ❁

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانئ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ١٩٨١ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیز و اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ فیکس نمبر 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اَکاؤنٹ نمبر (MCB(0954-020-100-7915-0 کریم پارک برانچ لاہور

مسجد حامد کا اَکاؤنٹ نمبر (MCB(0954-040-100-1046-1 کریم پارک برانچ لاہور